Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

اللہ — لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

اردو رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

نمبر ۹ — ۵۔ ستمبر سنہ ۱۹۳۳ء — ۶ — ۱۴۔ جمادی الاولی سنہ ۱۳۵۲ھ — جلد ۳۲

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون نگار
فنون حرب میں آنحضرت صلعم کا حصہ خودساختہ روحانیت اسلام مغربی افریقہ میں	۳۲۵–۳۳۹	مترجمہ عبدالرحیم شبلی از انگریزی ریویو
القول الجزم فی مسئلۃ الرجم	۳۴۰–۳۴۷	مولانا "ابن عمر"
اسلامی پردہ نمبر۴	۳۴۸–۳۵۱	
صداقت مسیح موعودؑ از روئے وید	۳۵۱–۳۵۶	مولانا ناصرالدین عبداللہ صاحب فاضل عربی و سنسکرت
ہمارا پیشوا مسیح موعودؑ اور آپکے کارنامے	۳۵۷–۳۵۹	ملک نذیر احمد صاحب خوشابی جامعہ احمدیہ قادیان -
منقولات ماخوذ + نئی کتابوں پر ریویو	۳۶۰–۳۶۳	ایڈیٹر

چندہ سالانہ
اندرون ہند سے تین روپے

مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے دو روپیہ آٹھ آنہ

چندہ سالانہ
بیرون ہند سے تین روپے آٹھ آنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قابلِ توجہ احمدی احباب

رسالہ ریویو کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

"چونکہ ہماری جماعت کو معلوم ہوگا کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے کہ جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائیں ان کو دور کر کے دنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے۔ اور اس غرض مذکورہ بالا کو جسکو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا۔ پورا کیا جائے۔ اس لئے اور انہیں اغراض کے پورا کرنیکے لئے رسالہ (ریویو آف ریلیجنز) جاری کیا گیا ہے۔ لیکن اب اس رسالہ کے شائع کرنیکے سرمایہ کا انتظام کافی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہوگیا تو یہ واقعہ میں اس سلسلہ کے لئے ایک ماتم ہوگا۔ اس لئے مَیں زور کے ساتھ اپنی جماعت۔ کے جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس رسالہ کی اعانت کے لئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اُردو یا انگریزی کے پیدا ہو جائیں تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلیگا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اس قدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔ سوا ے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کے لئے ہمت کرو۔ خدا تمہارے دل میں القا کرے کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔"

خریداران ریویو سے

مندرجہ بالا ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پڑھ کر آپ اپنی اپنی جگہ سوچیں۔ کہ آپنے اسکی تعمیل کس حد تک کی ہے۔ کئی مستطیع احمدی احباب ہیں جو ریویو آف ریلیجنز کو نہیں خریدتے۔ اور کئی ہیں جو پہلے خریدار تھے اور اب خریداری چھوڑ چکے ہیں۔ جو اپیل بھی کیجائے۔ بہرے کانوں پر پڑتی ہے۔ اور پھر جو خریدار ہیں وہ اپنے فرض کو یہیں تک محدود سمجھتے ہیں۔ کہ خود خرید لیا۔ حالانکہ انہیں چاہیئے۔ کہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں اسکی توسیع اشاعت کا کام بھی کریں۔ اسوقت خریداروں کی تعداد نہایت قلیل ہے اور خرچ آمد سے ڈیڑھ گنا اور رسالہ کا فنڈ نقصان میں ہے جس کا جلد تر تدارک ہونا چاہیئے۔

منیجر ریویو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فنونِ حرب میں آنحضرت صلعم کا حصّہ

مسلمان جرنیلوں اور کمانداروں نے اِس مسئلہ پر بہت تھوڑی روشنی ڈالی ہے۔ جو بھی تھوڑا بہت علم ہمارے پاس ہے۔ وہ ہم نے جرمن مستشرقین سے لیا ہے۔ لیکن اُنہیں بھی چونکہ کسی مسلمان کی تاریخ میسّر نہیں آئی اس لئے اُن کا علم بھی زیادہ تر تاریخ کی دوسری عام کُتب پر مبنی ہے۔ اور اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ بہت کم اور محدود ہے۔ لیکن ہمیں جس بات سے تکلیف ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے اپنے تعصّب اور تنگ نظری کی وجہ سے اُس قیمتی اضافہ کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فنونِ حرب اور جنگ کے علم و ہنر میں کیا تھا۔ اور انہوں نے صرف بعد میں آنے والے مسلمان بادشاہوں کی حکومتوں کے واقعات کو بہ وضاحت قلمبند کر دیا ہے ؎

ایک کمانڈر کا زیادہ تر تعلق اپنی فوج یا میدانِ جنگ سے ہوتا ہے۔ اور اِنہی دو چیزوں سے اُس کی قدر و قیمت اور قابلیت مترشح ہوتی ہے۔ یعنی اُس نے کس حد تک اپنی فوج کو اُس کے اصلی کام کے لئے تیار کیا ہے۔ اور اُس نے میدانِ جنگ میں اپنی فوج کی نقل و حرکت کیلئے کونسی تجاویز کی ہیں۔ کہ جن کے ساتھ اُس کا کم سے کم نقصان ہو اور وہ مکمّل تباہی و بربادی سے بالکل محفوظ رہ جائے ؎

فوج کی تنظیم

جہانتک فوج کی تنظیم کا سوال ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں پیدا ہوئے۔ اور زندہ رہے کہ جب فوجی کام کوئی قابلِ تعظیم کام نہ سمجھا جاتا تھا۔ قوم کا ہر فرد اور ملک کا ہر باشندہ ایک سپاہی خیال کیا جاتا تھا۔ کہ جس کو اپنے ملک کی جس کا وہ باشندہ تھا۔ حفاظت کرنا لازم تھی۔ ایک تنخواہ دار سپاہی کی طرح رہنا ایک مقدّس اور اعلیٰ دارجہ کام کی ہتک خیال کی جاتی تھی۔ ایران اور روم کے ملوکیت پسند بادشاہوں کو کہ جو بیرونی اقوام کی سرکوبی میں اپنی وجاہت خیال کرتے تھے۔ مجبوراً ایک منظم فوج رکھنی پڑتی تھی۔ لیکن اِس وجہ سے اُن کے سپاہیوں کو غیر قوموں کے باشندے خیال کرتے تھے۔ اور اُن کو مرسنری (یعنی وہ جو پیسوں کے بدلے اپنی جانیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیچ دیتے ہیں) کہتے تھے۔ اور ابھی تک اسی نام سے پکارتے ہیں۔ اُن کے فوجی افسر عمائدین میں سے ہوتے تھے۔ لہٰذا اُن کو حکومت کا ایک لازمی پُرزہ خیال کیا جاتا تھا۔ اور جو تنخواہ اُن کو ملتی تھی۔ وہ کسی فوجی کام کا معاوضہ نہ ہوتا بلکہ صرف اس بات کا نشان ہوتا کہ وہ شاہی ملازم ہیں۔ اور ملک کی خدمت کی وجہ سے اُن کی بڑی عزت کی جاتی تھی +

عہدِ گذشتہ کا طریق

ایران اور روم کی سلطنتوں کے علاوہ دوسرے ملکوں میں کوئی باقاعدہ فوج نہ رکھی جاتی تھی۔ جب جنگ کا وقت آتا تو نوجوانوں سے ایک اپیل کی جاتی تھی اور ملک کے نام پر اُنہیں اپنی خدمات پیش کرنے کیلئے کہا جاتا تھا۔ ورنہ وہ زبردستی بھرتی کر لئے جاتے۔ یہ صرف وقتی ضروریات کے لئے ہوتا۔ جب ضرورت پوری ہو جاتی تو فوج کو گھر روانہ کر دیا جاتا۔ اور اُن کو کوئی تنخواہ وغیرہ نہ دی جاتی تھی۔

چونکہ ضروری مشق اور پریکٹس نہ کروائی جاتی۔ اس لئے اُن کا جنگی علم و ہنر کسی اعلیٰ پیمانہ پر نہ رکھا جا سکتا تھا۔ جن کو فنِ حرب کا تجربہ بہت کم تھا وہ اس کو پورا کرنے کی خاطر اور اس لئے کہ وہ باتجربہ اقوام کے ساتھ مقابلہ کر سکیں۔ گھوڑ دوڑ۔ جوئے۔ شکار۔ شراب اور لُوٹ مار میں حصہ لیتے تھے۔ شکار اُن کو بہادر اور دلیر بنا دیتا۔ گھوڑ دوڑ کے ذریعہ سے اُن کے گھوڑے مضبوط اور طاقتور رہتے تھے۔ لُوٹ مار کے ذریعہ سے وہ اپنی جنگی رُوح کو تروتازہ رکھ سکتے اور قتل و غارت اُن میں سختیٔ دل اور بیرحمی کا جذبہ پیدا کرتے رہتے۔ جوئے اور شراب کے ذریعہ سے لاپروائی اور بے اعتنائی پیدا کرنی مقصود تھی۔

اس میں شک نہیں کہ اِس طریق سے جنگ کے جذبات و احساسات کا تو احیاء ہو جاتا۔ لیکن بعض دوسرے اہم جذبات بالکل فنا ہو جاتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ ہر جنگ میں قتل و غارت اور لُوٹ مار کی اسقدر بھرمار ہو جاتی تھی کہ دنیا ایک خون آشام میدانِ جنگ کا نظارہ پیش کرتی +

آنحضرت صلعم کا طریق

یہ تھے حالات اور واقعات جب حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ آجکل ملک کے دفاع کے لئے ایک منظّم فوج رکھی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جب سپاہیوں کو باقاعدہ تنخواہ دی جائے تو وہ قتل و غارت اور لوٹ مار نہیں کرتے۔ لیکن فنِ حرب میں اس قدر ترقی کرنے کے باوجود وہ شراب کا استعمال تاحال ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اُن کا خیال ہے کہ یہ لاپروائی اور بے اعتنائی کے جذبات پیدا کرتی ہے۔ اور بعض ممالک میں یہ فی الحقیقت راشن کے طور پر دی بھی جاتی ہے۔

حضرت رسول کریم صلعم نے منظّم فوج رکھنے کی کوئی تجویز اختیار نہیں کی۔ بلکہ آنحضرت صلعم نے یہ اصول بنا دیا کہ کسی ملک کو دوسرے ملک پر حملہ کرنے کا ہرگز حق حاصل نہیں ہے۔ جو ممالک یہ سنہری اصول تسلیم کرتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُن کو صرف دفاعی جنگیں لڑنی پڑتی ہیں۔ اور جب کسی ملک کو ایک طاقتور فوج کے ساتھ لڑنا پڑتا ہے۔ تو یہ ہر ایک کا قومی فرض بن جاتا ہے کہ وہ دفاع کے لئے اپنی خدمات پیش کرے۔ پس حضرت رسول کریم صلعم نے یہ ہر ایک کا فرض قرار دیا کہ وہ اپنے ملک کی حفاظت کرے۔ لیکن جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے ایک دفاعی فوج رکھنے کے ساتھ بہت سی مشکلات آن پڑتی ہیں۔ جن کا حل ضروری ہوتا ہے۔ عہدِ سلف میں جو طریقہ سارے ملک کو جنگ کے لئے تیار رکھنے کے لئے اختیار کیا گیا تھا۔ وہ اخلاقی معیار کو بہت پست کر دیتا ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کمال لیاقت اور قابلیّت کا مظہر اتم تھے۔ اور یہ بات اِس حقیقت سے واضح ہو جاتی ہے۔ کہ ایک طرف تو آنحضرت صلعم کو یہ خیال رہا کہ آپؐ نبوّت کے اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں۔ اس لئے آپؐ نے اپنے پیرووں کو اخلاق کی اعلیٰ منازل تک پہنچانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور دوسری طرف آپؐ نے کوئی تنخواہ دار منظّم فوج نہ رکھی۔ لیکن پھر بھی آپؐ نے اپنے متبعین کو ہر وقت ضرورت کے موقع کے لئے باقاعدہ تیار رکھا۔ جو فنّ حرب میں بالکل ماہر اتم معلوم ہوتے تھے۔ مندرجہ ذیل واقعات اس بات کا بیّن ثبوت ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بہت بڑے کمانڈر تھے۔ اتنے بڑے کہ دنیا نے نہ ابھی تک اُس طرح کا کوئی پیدا کیا ہے نہ کر سکے گی۔

آنحضرت صلعم کی جنگی ذہانت کا ثبوت واقعات سے معلوم ہو سکتا ہے:۔

(۱) شراب اور جُوا جن کے متعلق خیال تھا۔ کہ وہ انسان کو بہادر۔ دلیر اور نڈر بناتے ہیں۔ آپؐ نے قطعی طور پر ممنوع قرار دیدیئے۔ اِس ممانعت نے ایک طرف تو اُن انسانیت سوز رسومات کا قلع قمع کر دیا جو اُسوقت اُن میں مروّج تھیں۔ اور دوسری طرف اُن ہولناک نتائج کا بھی خاتمہ کر دیا۔ جو شراب سے پیدا ہوتے ہیں۔ اُس فضول خرچی کی عادات کو بھی رفع کر دیا۔ کہ جو جُوئے کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں۔ اور جو گھوڑوں کی اعلیٰ پیدائیش اور اُن کی نسل کی تباہی کا ذریعہ بنتی ہیں +

(۲) اس میں شک نہیں۔ کہ آپ نے شکار کی اجازت دیدی تھی۔ لیکن آپؐ نے اسے اور اسی قسم کے دوسرے مشاغل کو انسان کی زندگی کا غالب حصّہ بنانے کے لئے سخت منع کر دیا تھا۔ آنحضرت صلعم نے مسلمانوں کو سختی سے ہدایات جاری کیں کہ وہ اپنی زندگیوں کو مفید اور کار آمد بنائیں۔ یونہی فضول واہیات اور احمقانہ تعاقبوں کے لئے ضائع نہ کر دیں۔ اس بات کا احساس کرتے ہوئے کہ یہ جنگی سپرٹ اِن کاموں میں زیادہ غفلت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ آنحضرت صلعم نے ان کی روک تھام کر دی۔ اور اس طرح سے ایک طرف تو آپؐ نے لوگوں کی توجہ معمولی کاموں سے زیادہ سنجیدہ اور اہم کاموں کی طرف مبذول کر دی اور دوسری طرف اُن میں جنگ لڑنے کی قوّت کو کمزور کر دیا +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳) آپ نے فیصلہ کُن طریق سے لُوٹ مار کو بالکل بند کر دیا۔ اور اِس ذریعہ سے حرص و آز کی اُن راہوں کو قطعی مسدود کر دیا۔ جو تنخواہ نہ حاصل کرنے والے اپنے لئے ڈھونڈ لیتے تھے۔ اُس دس سال کے عرصہ میں کہ جب حضرت رسول کریم صلعم نے دو کام اپنے ذمہ لئے تھے۔ قوم کی تعمیر اور فوج کی کمانداری۔ بیسیوں جنگیں معرضِ ظہور میں آئیں۔ لیکن ایک بھی مثال ایسی نہیں ملتی کہ حضورؐ کے سپاہیوں نے کبھی لُوٹ مار میں کوئی خاطر خواہ حصّہ لیا ہو۔ جس بے مثال تنظیم اور ضبط کا مظاہرہ آپؐ کے سپاہیوں نے جنگ کے دوران میں کیا تھا وہ دنیا کی تواریخ میں بالکل بے نظیر ہے۔ اُن کی تنخواہیں اور خرچ اُس غنیمت کے مال پر منحصر تھے۔ جو اُن کو جنگ کے بعد مل جاتا۔ لیکن باوجود اس بات کے وہ جنگ کے دَوران میں دشمن کی پارٹی کو کسی قسم کا مالی نقصان نہ پُہنچاتے تھے۔ اور یہ بات ایسی بینظیر ہے۔ کہ کوئی آدمی بے ساختہ تعریف و توصیف کیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور حضرت رسول کریم صلعم کے سپاہی جنگ کے دَوران میں فی الحقیقت ایسا کرتے تھے۔ اور بد ترین دشمن کو بھی اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ حضورؐ نے اپنے متبعین میں کیسا حیرت کُن معجزانہ تغیّر پیدا کر دیا تھا۔

غنیمت کا مال بالکل ایک علیٰحدہ چیز ہے۔ اور مناسب طریق سے جنگ کے بعد اِس کا حصول متذکرہ بالا امور کی مخالفت ہرگز نہیں کرتا۔ کیونکہ شکست خوردہ افواج کا مال و دولت حاصل کر لینا کبھی معیوب خیال نہیں کیا گیا۔ بلکہ اُس کا حصول تو ازبس ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ دشمن کے مال و دولت پر جبراً قبضہ کر لینا یا اُس کی تجارت میں روک ڈالنا خصوصاً اس خیال سے کہ جنگ زیادہ لمبی نہ ہو جائے بالکل مناسب اور جائز متصوّر ہوتا ہے۔ تمام تہذیب یافتہ ممالک پچھلی جنگِ عظیم میں اس طرح کرتے رہے ہیں اور اس کو کبھی لُوٹ مار خیال نہیں کیا گیا اور نہ کبھی آیندہ کیا جائیگا۔ اگر کسی دشمن ملک کی تجارت جاری رہنے دیجائے تو جنگ کا کبھی بھی خاتمہ نہ ہوگا۔

خلاصہ کلام یہ کہ باوجود اُن باتوں کی ممانعت کے کہ جو عہدِ سلف میں جنگی سپرٹ اور رُوح پیدا کرنے کے لئے لابدی خیال کیجاتی تھیں، حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی فوج پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے جو تنخواہ دار بالکل نہیں تھی۔ پھر بھی منظم اور جنگ کیلئے ہر وقت تیار رہتی تھی اور دین حنیف کے انصرام کیلئے جانیں تک لڑا دینے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتی۔ یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علومِ جنگ اور فنونِ حرب کے بارہ میں آپؐ کی ناقابل تردید خوبیوں اور بے مثال قابلیتوں پر بہ وجہ احسن دال ہے۔

آپؐ نے جن طرق سے یہ معجزانہ تغیّر واقع کیا وہ درج ذیل ہے:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ا) آپؐ نے اپنے متبعین میں ایک سادگی کی روح پیدا کی۔ اور اُن کو دوسرے لوگوں کی ضروریات پر خرچ کرنے کی ترغیب دی۔ اس طرح وہ لوگ سادہ اور بامشقت زندگی کے عین عادی ہو گئے۔

(ب) آپؐ نے مسلمانوں میں ایک جمہوریت کی رُوح پھونکدی۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ ہر آدمی اپنے آپکو حکومت کا ایک لازمی حصّہ خیال کرنے لگا۔ اور قومی نقصان کو کسی خاص فرد بشر کا نقصان سمجھنے کی بجائے وہ اُسے اپنا ایک ذاتی نقصان خیال کرتا تھا۔

(ج) آپؐ تمام قسم کی کھیلوں اور فوجی کرتبوں میں بذاتِ خود حصّہ لیتے تھے۔ اس طرح لوگوں میں بہادری اور جرأت کے خیال پیدا ہو جاتے۔

(د) آپؐ نے تمام ملک کو مختلف حِصّوں میں تقسیم کر دیا اور ہر ایک حصّہ کو ایک گورنر کے سپرد کیا جو اُسکی فوجی تنظیم کے لئے براہِ راست ذمّہ دار ہوتا تھا۔

(ر) آپؐ نے زخمیوں کی دیکھ بھال کے لئے ایک علیحدہ انتظام کیا۔ مسلمان عورتوں کو یہ اہم فرض تفویض کیا گیا۔ اور اس طریق سے سپاہیوں کی دلجمعی ہوگئی کہ زخمی ہونے کی صورت میں اُنکی اچھی طرح سے دیکھ بھال ہوگی۔

(س) آپؐ نے باقاعدہ ایک بیت المال کی بنیاد رکھی۔ جس سے تمام اخراجات پورے کیئے جاتے اور جو لوگ جنگ میں کسی وجہ سے حصّہ نہ لے سکتے تھے۔ اُن کی مالی امداد کی جاتی۔ ہر مسلمان کو خواہ وہ امیر ہو یا غریب اپنی ہمّت اور طاقت کے مطابق اس میں کچھ نہ کچھ چندہ دینا پڑتا تھا۔ آپؐ سے پہلے سوائے روم اور ایران کے کسی ملک میں اس قِسم کی کوئی انسٹی ٹیوشن نہ تھی۔

اِن رومی اور ایرانی بیت المالوں میں دو نقص تھے۔ یا تو یہ کسی فرد واحد کی ملکیّت سمجھے جاتے تھے یا صرف غریب لوگ ہی ان میں روپیہ مہیّا کرنے کے ذمّہ دار سمجھے جاتے تھے۔ امیر لوگ اس میں کوئی چندہ نہ دیتے تھے۔ ایران اور روم کے ملوکیت پسند ملکوں کے سوا کسی اور جگہ بیت المال کا طریق رائج نہ تھا۔ اور اخراجات وغیرہ کے ادا کرنے کی بھی کوئی باقاعدہ اور منظّم صورت نہ تھی۔

آنحضرت صلعم نے جو بیت المال بنایا۔ اُس کے کئی فائدے تھے۔ سب سے بڑا یہ کہ جن کے رشتہ دار وغیرہ جنگ میں مارے جاتے تھے۔ اُن کو یہاں سے امداد دی جاتی۔ اس کا صاف نتیجہ یہ تھا۔ کہ لوگ بےخطر جنگوں میں جانے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ کیونکہ اُن کو اطمینان تھا کہ اُن کے بعد اُن کے رشتہ داروں کی مناسب دیکھ بھال ہوتی رہے گی۔

(ش) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے خوراک اور کپڑا مہیّا کرنے کیلئے باقاعدہ ایک محکمہ بنایا۔ اگرچہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے اصولوں کو آنحضرت صلعم کی زندگی ہی میں عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکا۔ کیونکہ بیت المال کی حالت ابھی اچھی نہ تھی۔ آپؐ کے زمانہ میں ہر ایک سپاہی سے امید کی جاتی تھی کہ وہ اپنی روٹی کپڑے کا انتظام خود کرے لیکن چونکہ لوگوں کے لئے ایسا کرنے کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہ تھا۔ اِس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی کی میعاد کو کم سے کم رکھنے کی کوشش فرماتے۔ اور فوجوں کو زیادہ دیر تک میدان جنگ میں رہنے نہ دیتے تھے۔ جب بھی کام بن جاتا مسلمان جھٹ گھروں کو واپس آجاتے اور اپنی طاقت و مذہبی محبّت کا مظاہرہ کرنے کیلئے کسی دوسرے موقع کا انتظار کرتے۔ لیکن آنحضرت صلعم نے اس کے اصولوں کی ترویج کر دی تھی کہ جب کبھی بھی حالات درست ہوں۔ اس کو عملی جامہ پہنایا جا سکتا ہے۔ آپؐ کا مقرر کردہ اصول یہ تھا کہ فوجوں کے راشن کا انتظام حکومت کرے خواہ وہ فی الحقیقت میدانِ جنگ میں ہوں یا گھروں میں بیکار بیٹھے ہوں۔ کیونکہ ہر ایک انسان کی زندگی کا انحصار خوراک پر ہے۔ اور یہ حکومت کا فرض ہے۔ کہ وہ ان کو مہیّا کرے۔ جب بیت المال صحیح اصولوں پر قائم ہو گیا اور اُس کی حالت بھی اچھی ہو گئی تو حکومت نے سپاہیوں کو خوراک بہم پہنچانی اپنے ذمّے لے لی۔ اور اس طرح سے خوراک وغیرہ بہم پہنچانے کا محکمہ جسے اب تمام مہذّب ممالک اختیار کر رہے ہیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے کئی سو برس قبل قائم کروا دیا۔

مختصر یہ کہ حضرت رسول کریم صلعم کی اعلیٰ فوجی قیادت کے ماتحت ایک مٹھی بھر جماعت کہ جو فنونِ حرب یا اسلحہ جات کے استعمال سے بالکل بے بہرہ تھی۔ آپ کی دانشمندانہ ہدایات کے اثر کے ماتحت اس قابل ہو گئی کہ وہ اپنے حریفوں کو پے در پے شکستیں دے سکتی تھی۔ اور پھر ایسے حالات میں کہ جگہ اکثر اُس کے دشمنوں کے ہی مناسبِ حال ہوتی تھی۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ کونے کا پتھّر جس کو معماروں نے اپنی عمارتوں میں رکھنے سے انکار کر دیا تھا نہ صرف سلطنتِ عرب کی بنیاد قرار پایا بلکہ ایک ایسی جمہوریت کے انصرام اور قیام کے لئے کام میں آیا جو بعد میں دنیا کی سب سے زبردست اور بڑی طاقتور جمہوریت خیال کی گئی ہے۔ اور وہ جس کو شب کی خاموشیوں میں اپنے عزیز شہر کو چھوڑنا پڑا صرف آٹھ سال کے مختصر وقفہ بعد دس ہزار قدوسیوں سمیت اُسی شہر میں ایک فاتح اور منصور کی حیثیت سے بغیر کسی ایک جان کا بھی خون بہائے داخل ہو گیا۔ (ترجمہ ریویو انگریزی)

عبد الرحیم شبلی

اُردو ریویو کے لئے خریدار مہیّا کر کے اپنا فرض ملّی ادا کریں۔ ہر ایک مقام کی جماعت میں یہ تحریک ہونی چاہیئے۔ (مینیجر ریویو اُردو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خودساختہ رُوحانیّت

مارچ ۱۹۳۳ء کے رسالہ میں ہم نے وعدہ کیا تھا۔ کہ عاملوں اور جوتشیوں کے متعلق ہم ایک کتاب "جعلسازی کا دیو" پر بہ تفصیل تبصرہ کریں گے۔ یہ ایک کتاب ہے جو جعلسازوں کی شرمناک دھوکہ دہیوں کو بالوضاحت آشکارا کرتی ہے۔ اِن لوگوں کا دعویٰ ہے کہ اُن کو دوسری دنیا سے پیغامات آتے رہتے ہیں اور اِس تقدّس کے پردہ میں وہ لوگوں کی تکلیفوں سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر اُن کا جمع شدہ روپیہ اور پونجی سب ہضم کر جاتے ہیں۔ صرف امریکہ ہی میں اندازہ لگایا گیا ہے کہ ۱۲ کروڑ کی آبادی میں سے وہ ۳ کروڑ شخصوں کو یعنی ہر چار آدمیوں میں سے ایک آدمی کو اپنے جھانسہ میں لے آتے ہیں۔ اور اُن سے تقریباً ۱۲ کروڑ ۵ لاکھ ڈالر ٹھور کر اپنے پیچھے خودکُشی بے عزّتی۔ تکلیف اور غربت کی وراثت چھوڑ جاتے ہیں۔ وہ دوسروں کی مصیبت سے ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اور لوگوں کی سادگی سے جو نہ جانے کیوں اُن کے نرغے میں پھنس جاتے ہیں۔ کمال جعلسازی کے ذریعہ تجارت کرتے ہیں۔

یہ کتاب بالوضاحت بتاتی ہے۔ کہ کس طرح کوئی شخص عامل بن سکتا ہے۔ یا آگ پر چل سکتا ہے یا روحوں کو بُلا کر اُن سے گفتگو کر سکتا ہے۔ اُن کا فوٹو لینے اور ان کی باتوں کو ضابطۂ تحریر میں لانے کا طریق سب بتلایا ہے۔ یہ موجودہ "فقیروں" کے اُن داؤ پیچ کی حقیقت کو بھی ظاہر کرتی ہے جن کے ذریعہ سے وہ روحانیت کے پردہ میں غریب مسکین لوگوں کو دھوکہ دے جاتے ہیں۔

مَیں سمجھتا ہوں۔ کہ قابل مصنّف نے یہ کتاب لکھ کر خصوصاً اپنے ملک پر بہت بڑا احسان کیا ہے کیونکہ وہاں یہ "ہاتھ کی صفائیاں" بہت زیادہ مروّج ہیں۔ حیرانگی کی بات ہے۔ کہ باوجودیکہ امریکہ ایک ہوشیار عقلمند اور تعلیمیافتہ لوگوں کا ملک ہے وہ سب سے زیادہ اِس رذیل تجارت کا شکار ہو رہا ہے۔ بے شک اس میں توہمات کا بہت حد تک دخل ہے کیونکہ انسان صدیوں کی ظلمات سے آہستہ آہستہ نکل رہا ہے اس لئے وہ ہر آدمی کی فطرت میں رچے ہوئے ہیں۔ مگر یہ کہ امریکہ ہی اس قابلِ تمسخر کام کا مکمّل ظہور ہو اس بات کی کوئی آسان دلیل نہیں کہ یہ جذبہ اُن میں جنگِ عظیم کے بعد پیدا ہُوا تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جنگ کے بعد روحانیت پر ایمان اسوجہ سے بڑھ گیا تھا۔ کہ "مائیں چاہ رہی تھیں کہ اُن کو اپنے بیٹوں سے جو جنگ میں مارے گئے کوئی پیغام ہی آجائے" اس کے فروغ کا سبب وہ بیکاری بھی نہیں۔ جس نے ہزاروں لاکھوں آدمیوں کو جنگ کے بعد مجبور کیا کہ وہ جوتشی یا عامل روحانی بن جائیں۔ کیونکہ اگر یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بات ہوتی تو اس کے لئے یورپ کے میدان زیادہ وسیع تھے کیونکہ وہاں کی جنگیں امریکہ کی جنگوں سے کہیں زیادہ تھیں اور وہاں بیکاری تو یومِ "صلح" کے دن ہی سی شروع ہو گئی تھی۔ درآں حالیکہ امریکہ کی بیکاری تین چار سالوں سے شروع ہوئی ہے۔

ہمیں یقین ہے۔ کہ روحانیت مادیات کے اُس بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کیلئے عالمِ وجود میں آئی تھی۔ جس نے اُنیسویں صدی کے ابتدائی حصّہ میں زور پکڑ لیا۔ اور یہ قدرتی نتیجہ تھا۔ دراصل اُس کفر و الحاد کے طوفان کا جس نے مغرب پر اپنے ڈورے ڈالنے شروع کر دیئے تھے۔ اور یہ تازیانۂ قدرت تھا۔ انسان پر کہ جس نے دولت کو ہی اپنا دھرم اور ماتم تصوّر کرنا شروع کر دیا تھا اور یہ بدلہ تھا اُن لوگوں کا جنہوں نے دولت کو امیری کے لئے جلد جلد جمع کرنا شروع کر دیا تھا۔ انسان نے خدا کو چھوڑ دیا تھا اور اس کے جواب میں خدا نے بھی انسان کو ترک کر دیا تھا۔ جنگِ عظیم خدا تعالیٰ کے غیظ و غضب کا ایک مظہر تھی۔ ہر قوم یہ چاہتی تھی کہ وہ اپنے فائدہ کے لئے دوسروں کو لوٹ لے اور اپنا گھر پورا کرنے کے لئے کمزوروں کو اپنے ہتھکنڈے پر چڑھا لے۔ لیکن خدا کا غضب بھڑک رہا تھا۔ چنانچہ وہ آگیا۔

ہم سمجھتے ہیں۔ کہ بنی نوع انسان کو ہر اُس بات سے نجات دینی اور خبردار کرنا جو اُس کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیتی ہے ایک بہت بڑی خدمت ہے۔ لیکن باوجود اِن تنبیہوں اور خبرداریوں کے لوگ دھوکہ دہیوں۔ جعلسازیوں اور فریب کاریوں سے باز نہیں آتے۔ اس لئے خدا کا بدلہ بھی قریب ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتے اور باوجود سُننے کے نہیں سُنتے

ہمیں یقین ہے۔ کہ قابل مصنّف نے اِن دشمنانِ بنی نوع انسان کی اصل حقیقت کا تار و پود بکھیر کر ایک بڑی خدمت کی بجا آوری کی ہے۔ اور خواہ ہمیں موجودہ نسل اُلّو اور بیوقوف ہی سمجھے۔ ہم اُسکی تعریف و توصیف کیئے۔ اور اُس کی اِس نیک کام میں مدد دیئے بغیر ہرگز رہ نہیں سکتے۔ پس اگر ہم اُس کے خیالات کو جو عملوں اور ڈھکوسلوں کی حقیقت کو بروئے کار لانے کے متعلق ہیں۔ اپنے الفاظ میں بیان کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم ان خود ساختہ عاملوں اور جوتشیوں کی مذموم تحریک کے متعلق محض اپنا فرض ادا کر رہے ہوں گے۔

ان جادوگروں کو ہزاروں فسوں سازیاں عمل میں لانی آتی ہیں۔ کیونکہ اگر ایک دماغ بدی کرنے پر تُلا ہُوا ہو تو وہ اس کے لئے اُسی طرح بے شمار طریقے ڈھونڈ نکالے گا۔ جس طرح اگر وہ اُسے صحیح راستے پر چلاتا۔ پس یہ امید رکھنی بیسود ہو گی۔ کہ ہم اس ساری سکیم کے ہزارویں حصّہ کا بھی خلاصہ دے سکینگے۔ لیکن میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ ناظرین کو کچھ اندازہ ہو جائے کہ یہ جعلسازی کا دیو" کیا ہے؟ اور یہ عامل اپنی تجارت کے چلانے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے کونسی کس قسم کی دھوکہ دہیوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔

البتہ ہم ناظرین کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے جولین پرنکس کور کی کتاب Spook Crooks کے مطالعہ کی سفارش کرتے ہیں جو پتہ ذیل سے بارہ شلنگ چھ پنس کی قیمت پر دستیاب ہوسکتی ہے

Selwyn & Blount 34, Paternoster Road
London E. C.

اِس قسم کا دوسرا لٹریچر بھی اسی دوکان سے مل سکتا ہے۔

مصنّف نے اِن قبیح ایجادات و اختراعات میں سے پندرہ کا ذکر کیا ہے۔ جن میں سے ہم بعض کا خلاصہ اس لئے لکھتے ہیں کہ ناظرین میں سے کوئی سادہ لوح شخص اِن کے جھانسہ میں نہ آجائے۔

اِن فریب کاریوں میں جو سب سے عام ہے اُس کو "بدھ اعظم" کہتے ہیں جوتشی عموماً ایک عظیم جثّہ سر پر اُٹھائے پھرتے ہیں جو بُدھ کی شکل کا ہوتا ہے۔ یہ ہے تو کانچ ہی لیکن "اُس کو ایسے طور پر ساخت کیا گیا ہے کہ جب اِسے ہتھوڑے یا کسی وزنی چیز سے مارا جائے تو اُس میں سے ٹھوس چیز کی سی آواز برآمد ہوتی ہے" اِس پُراسرار ٹھوس بُدھ کو جوتشی اور عامل مشہور کیا جاتا ہے۔ آپ کو کہا جائے گا کہ آپ اپنے استفسار کو بُدھ کی گود میں جو کشکول رکھا ہے اُس میں ڈالدیں۔ یہ جُثّہ اسقدر عظیم ہے کہ اس میں ایک آدمی بآسانی بٹھایا جاسکتا ہے جو پیغامات کو ایک ڈوری کے ذریعہ سے جو کشکول کے نیچے رکھی ہوتی ہے حاصل کرتا رہتا ہے۔ وہ آدمی بیٹری کے ذریعہ سے اُن کو بلند آواز سے پڑھ دیتا ہے اور پھر اس کا جواب آلہ مکبر الصوت کے ذریعہ سے براڈ کاسٹ کر دیتا ہے۔ اور اس کو وہ کہتے ہیں کہ بدھ بول رہا ہے۔ آپ کہینگے۔ اسپر تو خرچ بہت آتا ہوگا لیکن آپ اس ذریعہ سے لوٹ بھی تو بہت سکتے ہیں۔ لہٰذا خرچ کا تو سوال ہی نہ ہُوا۔ تاہم یورپ اور خصوصاً امریکہ میں اِس مذہب کی موجودگی اس بات کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ اِن ممالک میں دولت پرستی اور کفر و الحاد سے پُر سائنس نے توہمات کو کافی سے زیادہ پھیلا دیا ہے۔ وہ بڑے بڑے سائنسدان جو زمین و آسمان کے خالق و مالک کے وجود کا انکار کر دیتے ہیں اِن احمقانہ جھانسوں میں جھٹ آجاتے ہیں۔ عورتیں اور مرد اب بدھ کی سونے۔ ہاتھی دانت۔ اور سنگِ مرمر کی تصویروں کو اُٹھائے پھرتے ہیں اور ان سے اپنی دیواروں کو سجاتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اُس کی ننگی تصویروں کو بھی رکھ دیتے ہیں۔

بس کافی ہوگیا! ہم اسپر اب بحث نہیں کرینگے اِن لوگوں نے خدا کو بھی خیرباد کہدیا ہے۔ اور شیطان اب اُن پر حکمران ہے!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسی طرح جلے ہوئے پیغام کو پڑھنا ضعیف الاعتقاد لوگوں کو دھوکا اور فریب دینے کے لئے ایک طریق ہے معمول کو کہا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنا سوال ایک کاغذ کے ٹکڑہ پر لکھ لے۔ اور اُسکو لپیٹ کر ایک گولی کی صورت بنالے۔ پھر اس گولی کو ایک لفافہ میں ڈال کر اوپر مُہر لگا دے۔ پھر عامل معمول کے قریب آتا ہے اور اُسکو کہتا ہے کہ یہ لفافہ اُس کے چمٹہ میں رکھدے۔ اور عامل ایسی چالاکی سے اُس چمٹہ کو حرکت دیتا ہے۔ کہ کاغذ کی گولی اُس کے پھلوں میں مضبوط پکڑ لی جاتی ہے۔ پھر یہ لفافہ جلتی ہوئی آگ میں ڈالکر راکھ کر دیا جاتا ہے۔ عامل اِس راکھ کو پھونک سے اُڑا دیتا ہے۔ اور فوراً روشنیاں گل کر دی جاتی ہیں۔ پھر عامل جان بوجھ کر اپنا چمٹا پھینک دیتا ہے۔ اور اس طرح سے اپنے لئے گولی اُٹھانے کیلئے ایک بہانہ تلاش کر لیتا ہے۔ اُس گولی کو وہ جلدی سے کھول لیتا ہے۔ اور میز پر بیٹھ کر پُراسرار روشنی کے ذریعہ سے پڑھ کر اُس کا جلدی سے جواب گھڑ کر دے دیتا ہے۔ اور اس طرح پر روحیں عامل کے ذریعہ سے زمین والوں سے گفتگو کرتی ہیں

پھر روحوں کا فوٹو کھینچتا ہے۔ یہ دھوکہ باز ہر وقت اس تلاش میں رہتے ہیں۔ کہ کوئی بدنصیب شخص ملے جس کا کوئی رشتہ دار وغیرہ وفات پا چکا ہو۔ یہ لوگ اُس کے واقف کاروں کے ذریعہ مرحوم کے حالات معلوم کر لیتے ہیں۔ اور پھر ماتم زدہ کو دھوکہ دیکر بُلا لیا جاتا ہے۔ اور اُس کو کہا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنا پیغام لکھ کر ایک لفافہ میں بند کر کے اوپر مُہر لگا دے۔ پھر اُس سے قلم لے لیا جاتا ہے اور روشنیاں مدھم کر کے کہا جاتا ہے۔ کہ ارواح آگئیں۔ پھر عامل کوئی اُلٹے سیدھے حروف بکتا ہے۔ اور معمول سے تاریخ وغیرہ یا کوئی اور بات پوچھتے ہوئے اپنے قلم کو لفافہ پر حرکت دیتا ہے۔ کہ گویا یہ معمول کا ہی قلم ہے جس سے وہ لکھ رہا ہے۔ حالانکہ یہ ایک قائم مقام قلم ہوتا ہے۔ جس کی ٹوپی پر ایک سپنج لگا ہوتا ہے جس میں الکوحل بھری ہوتی ہے۔ اس الکوحل کے چند قطرے فوراً لفافہ پر پھیل جاتے ہیں۔ اور لفافہ شفّاف بن جاتا ہے کہ جس میں سے معمول کی تحریر صاف نظر آنے لگ جاتی ہے۔ کیونکہ الکوحل ایک اُڑ جانے والی چیز ہے اس لئے وہ تو جلدی ہی خشک ہو جاتی ہے۔ لیکن تحریر عامل کے قبضہ میں آجاتی ہے جس کا وہ "دوسری دنیا" سے جھٹ جواب منگوا سکتا ہے۔

ماتم زدہ کو اس طرح سے دھوکا دیکر اب اسکو روح کا فوٹو کھنچوانے کی بھی ترغیب دی جا سکتی ہے۔ یہ ذرا مشکل کام ہے۔ لیکن کیمرے اور اس سے وابستہ اشیاء کو ذرا ہنرمندی سے برتنے پر سب کچھ آسان ہو جاتا ہے۔ اور اس کے لئے ہم ناظرین کو کتاب کے مطالعہ کی ہی سفارش کرینگے۔ البتہ یہ کہنا کافی ہوگا۔ کہ متوفّی کا کسی نہ کسی طرح سے فوٹو لیکر اسکو اپنی تجویز کے مطابق بڑا یا چھوٹا کر لیا جاتا ہے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسپر کلشیم سلفائڈ کا ایک لیپ کر کے اسکو اس قابل بنا دیا جاتا ہے۔ کہ جب اس پر روشنی پڑے تو وہ چمکدار نظر آئے۔

بعض جعلسازیاں ہیں جن کو کرنے والے اپنے آپ کو سورج پرست کہتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو آگ اور شعلوں سے بری ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن اس میں کوئی قابل اسرار بات نہیں ہے۔

یہ صرف چند کیمیاوی دوائیوں کی بات ہے۔ مثلاً اپنے جسم کو آگ کے اثر سے بچانے کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ کارآمد ہوگا۔ آدھے اونس کافور کو دو آونس الکوحل میں حل کر لو۔ دونو کو خوب ہلاؤ۔ اور اس میں ایک آونس پارہ۔ ایک آونس سٹائی ریکس اور دو آونس باریک پسا ہوا سنگ احمر ملالو۔ ان کو خوب ہلاؤ حتیٰ کہ کوئی چیز تہ میں نہ رہ جائے۔ پھر اس حل کو ۱۲ گھنٹے تک پڑا رہنے دو۔ آگ کو برداشت کرنے کے لئے اس کو جس حصۂ بدن پر جلتی ہوئی آگ یا گرم گرم سلاخ رکھنی ہو اس پر خوب ملو۔ کئی عامل اس محلول کو اپنے پاؤں پر لگا لیتے ہیں اور جلتے ہوئے کوئلوں پر یا گرم پتھروں اور سرخ سلاخوں پر بے خطر چلتے جاتے ہیں۔

بالوں کے لئے ایک اور نسخہ ہے۔ ایک چائے کی پیالی لو۔ اور اس میں جتنا بھی نمک گھل سکتا ہے گھلالو۔ ایک دوسری پیالی میں ایک چمچہ کپڑے دھونے کا بورکس سوڈا گرم پانی میں گھول لو۔ دونو کو ایک بوتل میں ملالو۔ اس میں بال ڈبو کر سب نشان مٹانے کے لئے خوب سکھالو۔ اور پھر کنگھی کر لو۔ اب یہ آگ کا امتحان برداشت کرنے کیلئے بالکل تیار ہیں۔

"ایکٹو پلازم" یعنی منہ سے جھاگ نکالنے کی تجویز بڑی آسان ہے۔ منہ میں تھوڑا سا صابن ڈالو۔ اور اس کو لعاب دہن سے ملو۔ جھاگ پیدا ہو جائے گی۔

اب ہم میز کے اٹھانے اور وہاں سے آوازیں پیدا کرنے کے طریق کی طرف آتے ہیں۔ اس بات کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ معمول کو بہت سا غیر زمینی شور گانے بجانے اور دوسری رسومات کی شکل میں کر کے مسحور کر لیا جاتا ہے۔

روشنیاں مدھم کر کے ایک ایسی فضا پیدا کر دی جاتی ہے کہ معمول سمجھتا ہے کہ آوازیں میز سے آرہی ہیں۔ درآں حالیکہ عامل ایک ہتھوڑی کے ذریعہ سے جو اس کے گیٹس اور ایڑھی سے بندھی ہوتی ہے وہ آواز پیدا کر رہا ہوتا ہے۔

میز اٹھانا بھی اسی قسم کا ایک دھوکا ہے۔ "کوٹ کے بازو میں اگر عامل مرد ہو اور بلاؤس میں اگر وہ عورت ہو چاقو چھپا کر یہ بہ آسانی کیا جا سکتا ہے۔" "جو میز استعمال کی جاتی ہے۔ وہ بالعموم بہت ہلکی ہوتی ہے۔ ہاتھ میز پر رکھ کر چاقو کو میز کے نیچے اٹکا دیا جاتا ہے۔ اور پھر میز کو اوپر نیچے یا جیسی مرضی ہو جنبش دی جا سکتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آگ نگلنا یا گرم تیل پینا بھی بالکل آسان اور سہل ترکیبیں ہیں۔ جیسا کہ گبسن کہتا ہے:۔

"اول ترین اصول یہ ہے۔ کہ جب منہ کو لعابِ دہن سے بھر لیا جائے تو وہ فائر پروف بن جاتا ہے یعنی آگ اُس پر قطعی کوئی اثر نہیں کر سکتی۔ اور خواہ یہ عجیب معلوم ہو ہاتھ سے زیادہ گرمی کو برداشت کرنے کی قوت اُس میں ہو جاتی ہے"

اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ "تیل نگلنے" میں تیل کو منہ کے اندر اونڈھیل نہیں دیا جاتا بلکہ صرف چمچہ کی سطح کو تر کر لیا جاتا ہے۔ جب وہ چمچے کو آہستہ سے اُٹھا رہا ہوتا ہے تو جو تھوڑے بہت قطرے اُس میں ہوتے بھی ہیں وہ بالکل سُوکھ جاتے ہیں۔ پھر منہ میں ڈالنے کے وقت وہ چمچہ کو پھونک مارتا ہے اور اس سے باقیماندہ آگ بھی بُجھ جاتی ہے۔

جو اس کام میں ناتجربہ کار ہوتے ہیں وہ پہلے پہل جل بھی جاتے ہیں۔ لیکن آہستہ آہستہ اُن کو عادت ہو جاتی ہے۔

سُرخ انگاروں کو منہ میں ڈالنے کی بھی پریکٹس کی جا سکتی ہے۔ جس بات کی ضرورت ہے۔ وہ صرف آنکھ کی مشق ہے۔ "مجمعہ میں سفید چیڑ کے بھی چند ایک کوئلے ہوتے ہیں اُن کو جب جلایا جائے تو وہ لکڑی کے کوئلوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ ان سے عام کوئلوں کی طرح منہ نہیں جلتا۔ لکڑی کے کوئلے چھونے سے ٹوٹ جاتے ہیں۔ لیکن سفید چیڑ کے نہیں اس لئے اُن کو چمٹے وغیرہ سے بہ آسانی معلوم کیا جا سکتا ہے بعض الکحل میں ڈوبی ہوئی روئی کی چھوٹی چھوٹی گولیاں بھی استعمال کرتے ہیں۔" جب اُن کو چمٹے پر اُٹھایا جائے۔ وہ کوئلے کی طرح معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن جب شعلہ بجھا کر منہ میں ڈال لی جاتی ہیں تو اُن سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا"

پگھلے ہوئے سیسہ کے پینے کی ایک خاص ترکیب ہے۔ ایک دوہرے دستے والا چمچہ لو اور اُس میں تھوڑا سا بازاری پارہ ڈال لو۔ لوگوں کو اپنی طرف جھکے ہوئے دستہ کے ساتھ خالی چمچہ دکھاؤ پھر جب تم چمچہ کو پگھلے ہوئے سیسہ میں ڈبونے لگو تو دستے کو اُلٹ دو۔ اب جب تم چمچہ کو منہ میں ڈالو گے تو بجائے دھات کے تمہارے منہ میں پارہ ہی جائے گا۔ تھوڑی سی احتیاط کے بعد یہ "ہاتھ کی صفائی" ضبط میں آجائے گی۔

اگر ہم ان لوگوں کی تمام جعلسازیوں کا خلاصہ لکھیں تو یہ بہت بڑا کام ہوگا۔ اِس کے لئے ہم ناظرین کو کتاب کی ہی سفارش کر سکتے ہیں۔ جس میں ان داؤں پیچوں کی تاریخ اور اُن کے متعلق تاریخی واقعات قلمبند کئے گئے ہیں۔ جو آدمی نفسیات اور ارواح کے متعلق واقعات میں دلچسپی رکھتا ہو اُس کے لئے یہ کتاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ حد مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ وہ لوگ جن کو دعویٰ ہے۔ کہ اُن کے شانوں پر سفید آدمی کا بوجھ پڑا ہُوا ہے۔ کس حد تک اس مادی "تہذیب" کو برداشت کر سکیں گے جو اُنکی ذہنیت کو ہر لمحے خراب کر رہی ہے۔ یہ بات بالوضاحت اُس کتاب کے ہر صفحے پر بیان کی گئی ہے۔

بہرحال ہمارے لئے یہ بیکار ہے کہ ہم دوسرے بابوں کا بھی یہاں خلاصہ دیں جو فیک میڈیم پوسٹ بنکنگ بروکرز۔ سپرٹ سلیسٹس۔ ہیٹ ہُو کین ناٹ ڈائی۔ اور دِی ڈَیڈ ہو ڈو ناٹ سپیک وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ درحقیقت ساری کتاب ہی اعلیٰ اور عمدہ امریکی طرز پر لکھی گئی ہے۔ صرف جو نقص مَیں نکال سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ قیمت ذرا ایک عام ہندوستانی کے لئے زیادہ ہے ۔ (ترجمہ ریویو انگریزی) عبدالرحیم شبلی

اِسلام مغربی افریقہ میں

مغربی افریقہ کی پانچ نوآبادیوں میں سے مجھے تین میں جانے کا اتفاق ہُوا ہے۔ یعنی سیرالیون گولڈ کوسٹ اور نائیجیریا۔ میَں وہاں کئی مسلمانوں سے ملا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل سطور میں مَیں اُن کی معاشری۔ اخلاقی۔ تعلیمی۔ اور مذہبی حالت کا عینی نقشہ کھینچوں گا۔ نائیجیریا کے مسلمان تعداد میں سیرالیون اور گولڈ کوسٹ دونو سے زیادہ ہیں۔ اور اِس بارہ میں سیرالیون کا نمبر دوسرا آتا ہے۔ گولڈ کوسٹ میں صرف چند ہزار ہیں۔

معاشری نقطۂ نگاہ سے وہ تینوں آبادیوں میں ایک جیسے ہیں۔ اُن کے کئی قبیلے ہیں۔ اور ہر قبیلہ کا ایک سردار ہے جو بالعموم خاندان کا سب سے بوڑھا ہوتا ہے۔ یہ عہدہ عام طور پر خاندانی ہوتا ہے، لیکن بعض اوقات آزادانہ انتخاب بھی کرتے ہیں۔ لیکن یہ وراثت کا طریقہ ہمارے ہندوستان کی طرح نہیں ہے کہ باپ کے بعد اُس کا بیٹا جانشین ہو۔ بلکہ وہاں چچا کے بعد بھتیجہ وارث ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں بیٹا تو اُس آدمی کی اولاد ہے جس کو شادی سے پہلے خاندان سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اس لئے جاماد کا وہ وارث کیوں بنے۔

شمالی نائیجریا اور سیرالیون کے بعض حصوں میں بعض مسلمان ریاستیں ہیں۔ جو اپنے سردار کو اَمیر کہتے ہیں۔ اُن کی حکومت کا طریق بالکل اُسی طرح ہے جس طرح مسلمان بادشاہوں کے زمانہ میں ہُوا کرتا تھا۔ اور ماضی قریب تک وہ مجرموں کو مُسلم قانون کے ماتحت ہی سزا دیا کرتے تھے۔ لیکن اب ریذیڈنٹ کے مقرر ہونے سے اُن کا قانون برطانیہ کے قانون کے مطابق ہو گیا ہے۔

یہ خوشی کی بات ہے کہ اُن کے بین الریاستی تعلقات بہت اچھے ہیں اور اُن میں اسلامی اخوت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی رُوح بہت حد تک پائی جاتی ہے۔

(I) وہ یوروپین لباس سے نفرت کرتے ہیں۔ اور اپنی پگڑی۔ سلوار اور جُبّہ کو آجکل کی ہیٹ۔ پتلون اور چھوٹے کوٹ پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہ بات ضرور ہے کہ السّلام علیکم کی بجائے وہ گڈ مارننگ وغیرہ کہنے لگ پڑے ہیں۔

(II) یہ امر نہایت قابلِ تاسف ہے کہ مغربی افریقہ کے مسلمان صحیح روح میں مسلمان نہیں رہے۔ اُن کے پاس قرآن اور سُنّت جیسی مکمل شریعت موجود ہے لیکن عمل میں وہ اپنی نظیر آپ ہیں۔ جھوٹ چوری اور فضول قسمیں کھانی اُن کی عام عادت ہو گئی ہے۔ اُن کو ایفائے وعدہ کا پتہ ہی نہیں کہ وہ بھی کوئی چیز ہوتی ہے برخلاف اِس کے وہ مہمان نواز ہیں اور اپنے مہمانوں سے اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ تنگ کرنے پر آپ کے جھٹ جانی دشمن بن جائینگے۔ لیکن اگر وہ آپ کے دوست بن جائیں تو اپنی جان تک آپ کی خاطر بہا دینے کے لئے تیار ہیں۔ اس بارہ میں وہ عربوں سے بہت مِلتے جُلتے ہیں۔ وہ شراب اور دوسری منشّیات کا استعمال کرتے ہیں۔ اِس خرابی کو دُور کرنے کے لئے اُن کے شیخوں کی کوشش ناکام رہی ہے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ احمدی مبلّغوں کی وجہ سے قریباً ستّر فیصدی لوگوں نے اِس مذموم عادت کو خیرباد کہدیا ہے۔

(III) تعلیم میں مغربی افریقہ کے مسلمان اپنے عیسائی ہمسائیوں کے ہمدوش نہیں ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس کی وجہ کچھ تو لوگوں کی اپنی غفلت ہے اور کچھ مُلّانوں کے فتوے جو انگریزی کی تعلیم حاصل کرنیوالے کو کافر کا درجہ دے دیتے ہیں۔ لیکن اس میں گورنمنٹ کا بھی قصور ہے کہ اُس نے کوئی خاص انتظام نہیں کیا۔ مشن سکول تو بہت ہیں لیکن ان میں مسلمان بچّے نہیں بھیجے جا سکتے۔ کیونکہ خطرہ ہے کہ وہ عیسائی نہ ہو جائیں۔ گورنمنٹ سکول کوئی بھی نہیں کہ جہاں ماں باپ اپنے بچّوں کو بے خطر بھیجدیں۔ دو سال ہوئے سیرالیونی گورنمنٹ نے کچھ مسلمان گورنمنٹ سکول کھولے تھے۔ اور اُس میں روشن خیال مسلمانوں نے اپنے بچّے پڑھنے کے واسطے بھیجدیئے۔ یہ انہی سکولوں کی برکت ہے کہ آج رجسٹرار اور ہائی کورٹ کے دفتروں میں مسلمانوں کو اچھی اچھی ملازمتیں ملی ہوئی ہیں۔

اس کے بعد نائیجیریا ہے۔ اس کی گورنمنٹ نے بھی سیرالیون کی تقلید میں چند مسلمان گورنمنٹ سکول کھولے تھے جن کا کچھ لوگوں نے فائدہ اُٹھایا۔ لیکن سچ بات تو یہ ہے کہ لوگوں نے ان درسگاہوں کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی اسی لئے دو نو آبادیوں کی گورنمنٹ اِن سکولوں کو بند کرنے کیلئے مجبور ہو گئی۔ لیکن اب احمدی مبلّغین کی آمد سے یہ سکول پھر بعض شہروں میں کُھلنے شروع ہو گئے ہیں۔ جہاں مسلمان بچّوں کو دینیات کے علاوہ دوسری تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ اور لوگوں نے اِس کام میں اتنی دلچسپی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لی ہے کہ مغربی افریقہ کی تاریخ میں سب سے پہلے بعض نوجوان یورپ سے قانون کا امتحان پاس کر کے آئے ہیں اور اب وہ یہاں بیرسٹری کی پریکٹس کر رہے ہیں۔ وہ ڈاکٹری آرٹ اور سائنس کی تعلیم بھی حاصل کرنے گئے تھے۔ بعض جامعہ ازہر سے عربی کی تعلیم حاصل کر کے آئے ہیں۔ اور یہ امید کی جاتی ہے۔ کہ اس سیاہ براعظم کے باشندے حضرت رسول پاکؐ کے اِس فرمان کو اچھی طرح سمجھ سکیں گے کہ علم "گہوارے سے قبر تک" سیکھنا اور حاصل کرنا چاہیئے۔

(IV) مذہبی طور پر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ انہیں دیکھنے والوں کو یہ معلوم کر کے سخت ناامیدی ہو گی۔ کہ اُن میں اِسلام کا کوئی شائبہ نہیں رہا۔ مَیں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ اُن کے درمیان اُن کے شیخ ضرور ہیں جو اُنکی اصلاح کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے لیکن بات یہ ہے۔ کہ اُن کو کامیابی نہیں ہوتی۔ اسلام کا اثر اُن لوگوں کے دلوں پر ضرور ہے۔ اور تینوں آبادیوں کے باشندے امام مالکؒ کے پیرو اپنے آپکو کہتے ہیں۔ لیکن عمل میں وہ کُفّار سے بھی بدتر ہیں۔ بجائے اِس کے کہ وہ خدا کو صراطِ مستقیم پر تلاش کریں اور نمازیں پڑھیں روزے رکھیں وہ اُس کو تعویذ گنڈوں کے ذریعہ سے ڈھونڈتے ہیں۔

اللہ اُن کا خدا ہے۔ لیکن صرف لفظوں میں۔ وہ جوجو وغیرہ دیوتوں کو مانتے ہیں اور اُن کے آباو اجداد کی رُوحوں کی پرستش کرتے ہیں۔ اور اِسی وجہ سے توہمات اُن کے اندر بہت ہیں۔ جب وہ آپسمیں لڑ پڑتے ہیں تو ایک دوسرے کو خفیہ دوائیوں کے ذریعہ سے مار ڈالتے ہیں۔ اُن کی حالت بہ حیثیت مجموعی قابلِ تاسف ہے! (ترجمہ) عبدالرحیم شبلی

ایک عرب جہاز ران ابو محمد حسن کا بیان

مَیں ۳۰۰ھ ۹۱۲ء میں منصورہ (بھکر) میں تھا۔ وہاں مجھ سے مستند بزرگوں نے یہ بیان کیا کہ الرا (الور) کے راجہ نے جو ہندوستان کا بڑا راجہ تھا اور جس کی حکومت کشمیر بالا اور کشمیر زیرین کے بیچ میں تھی اور جس کا نام مہروگ بن رائق تھا۔ اُس نے ۲۷۰ھ میں منصورہ کے بادشاہ عبداللہ کو لکھا کہ وہ اسلام کی شریعت کا کچھ حال اسکو بتائے۔ تو عبداللہ نے منصورہ میں ایک عراقی کو پایا جو بہت تیز طبع اور خوش فہم تھا۔ اور شاعر تھا۔ اور جس نے ہندوستان میں نشوونما پائی تھی اور جو اہل ہند کی مختلف زبانوں سے واقف تھا۔ اُس نے ایک قصیدہ لکھ کر راجہ کو بھیجا اور اُس کے حکم سے اُس نے قرآن کا ہندی زبان میں ترجمہ کیا÷

فرانس کی ایک نو مسلمہ خاتون لکھتی ہیں

اگر اسلام کے پاس اسوقت ایسے معلّم اور راہنما ہوں جو مسلمانوں اور غیر مسلموں کو اعلیٰ نیکی کی راہ دکھائیں اور اپنے عمل پاکبازی کی صداقت سے یورپ و امریکہ میں اشاعت اسلام کریں تو چند ہی دنوں میں کُرہ زمین کے یہ سب سے بلند مرتبہ ترقی یافتہ خطے نورِ اسلام سے جگمگا اُٹھیں÷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

القول الجزم فی مسئلۃ الرجم

اسلام کے تعزیری نظام کی ایک اہم دفعہ

محصن زانی کی سزا رجم ہے

پچھلے دنوں اتفاقاً ریویو مجریہ دسمبر ۱۹۲۹ء کا وہ مضمون میری نظر سے گذرا جو میرے مکرم مولوی عبداللہ صاحب فاضل مالاباری کے قلم سے نکلا ہے۔ اور جس میں انہوں نے "علماء محققین" سے اس بارہ میں دریافت کیا ہے کہ کیا شریعت اسلامیہ میں محصن زانی کی سزا رجم ہے؟ اور یہ "استفتاء" ان کے مضمون کا طرز عنوان بھی ہے اس کے بعد میں نے ریویو کے جولائی ۱۹۳۳ء تک کے تمام رسالے دیکھ ڈالے اس خیال سے کہ شائد کسی پرچہ میں اس کا جواب شائع کیا گیا ہو۔ لیکن جب میں آخری پرچہ کا آخری صفحہ بھی اُلٹ چکا تو اسوقت تک بھی میری نگاہیں اس کا جواب تلاش کر رہی تھیں، تب میں نے اپنے طور پر اس مسئلہ کی تحقیق کی تو میں یقینی اور قطعی طور سے اس نتیجہ پر پُہنچا کہ حقیقتاً محصن زانی کے لئے شریعت اسلامیہ نے رجم کی سزا ہی تجویز کی ہے۔ ذیل کی سطور انہیں علل و وجوہ کی تشریح اور تفصیل میں ہیں جنھوں نے مجھے اس نتیجہ تک پُہنچایا۔

میں یہ تو نہیں کہتا کہ عنقریب زیر نظر آنے والی سطور اُس تحریر کا جواب ہیں۔ کیونکہ رفیق محترم کا مضمون درحقیقت ایک "استفتاء" تھا جس کے جواب میں فتویٰ دینے کا حق تو صرف "علماء کبار" اور "مفتیان عظام" ہی کو حاصل ہے۔ لیکن اگر اس "استفتاء" کو "استفسار" کا رنگ دیتے ہوئے خطاب "علماء محققین" کی قید سے آزاد کر دیا جائے تو شائد مجھ ایسے "کوتاہ علم" اور "کوتاہ قلم" کا اسی "معضل" دشوار اور مشکل مسئلہ پر قلم اُٹھانا ناجائز نہیں قرار دیا جائیگا۔ اور اس طور پر جس طرح انکا وہ مضمون - "سلسلہ تحقیق کی ابتدائی کڑی" تھا اس تحریر کو دوسری کڑی قرار دیا جا سکتا ہے اور اس لحاظ سے بھی یہ مناسبت قائم ہو جائیگی کہ اُس مضمون میں ان کا رجحان طبع اگر میں غلطی نہیں کرتا تو مسئلہ کے تاریک اور غیر محقق پہلو کی طرف تھا۔ اور اِس میں اس کا روشن پہلو اور زیادہ نمایاں کرنیکی کوشش کی گئی ہے، اور اس طرح مسئلہ کے ہر دو گوشے زیر بحث آجائینگے، اس کے پیش نظر کیا یہ مناسب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوگا۔ اگر زیر نظر مضمون کو بھی اس کی روشنی میں ہی مطالعہ فرمایا جائے۔

پیرائے آغاز کی آخری سطور ختم کرنے سے قبل میں یہ بھی عرض کر دوں کہ فی الحقیقت زیر بحث مسئلہ اور اس نوع کے دیگر مسائل کے صحیح اور حقیقی حل کا نہ یہ وقت ہے۔ نہ ضرورت۔ جبکہ مسلمان حکومت و سیاست سے محروم اور تہی دست ہیں۔ بلکہ ایسے مسائل کی ضرورت اور ان کے حل کا مناسب۔ درست اور صحیح موقعہ وہی ہے۔ جبکہ مسلمان ایسی قوت۔ طاقت اور سیاست کے بھی مالک ہو جائیں۔ کہ انکو اپنے "تعزیری نظام" کے جاری کرنے میں کوئی روک نہ ہو۔ اور سیاست کی تعزیر وہ استعمال کر سکیں، کیونکہ اسوقت کے "حکومتی" "سیاسی" اور "فوجی" دماغ ہی اس قابل ہونگے کہ درست طور پر فوجی اور سیاسی مسائل کو سلجھا سکیں۔ اسوقت ہی یہ چیز علمی دائرہ سے نکل کر عملی دائرہ میں قدم رکھ سکیگی۔ اس کے بغیر ایسے مسائل کے درپے تحقیق ہونا محض ایک "علمی شغلہ" ہی قرار دیا جا سکتا ہے،

"ابن عمر"

دنیا کے تمام مذاہب اور کُل شریف انسانوں نے پاکیزگی اور عفت کو انسانیت کا بیش بہا جوہر تسلیم کیا ہے۔ اور سب نے یہی بتلایا ہے۔ کہ انسان کے وظائف و اعمال میں سب سے مقدم فرض اور سب سے اہم عمل یہی ہے۔ کہ وہ اپنے نفس کی تربیت کرتے ہوئے۔ اس کو کمال کے اعلیٰ معیاروں تک لیجائے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہر اس شخص کے نزدیک جس سے عزت نفس اور شرافت نہیں بلکہ میں کہوں گا انسانیت کا آخری شعبہ بھی سلب نہیں ہو چکا۔ اس امانت کو جو ہبوط آدم کے وقت سے ہی انسان کے سپرد کی گئی تھی۔ ضائع کر دینے والا شخص بیحد گھنونے، قابل نفرت، بربادی بخش، اور نسل کُش فعل کا ارتکاب کرتا ہے، وہ بے عفت مذہب اور سماج دونو کا مجرم ہوتا ہے۔ اور اپنی معصوم گھڑیوں کو لٹا دینے کے بعد اس قابل نہیں رہتا کہ انسانیت کے معزز لقب کو بدنام کرنے کے لئے اور زیادہ دیر تک ان میں رہے۔

"تعلیم اسلامی" جو تہذیب نفس کے اصولوں کا انتہائی اور اعلیٰ ترین معیار ہے۔ اس نے بھی اس خطرناک گناہ۔ بدی اور بد دیانتی کو کبائر میں شامل کیا ہے۔ اور اس کی روک تھام بلکہ استیصال کے لئے اس نوعیت کے احکام ترتیب دیئے ہیں۔ کہ دنیا کی انفرادی اور اجتماعی قوتیں اور کوششیں اسکی مثال لانے سے قطعی عاجز اور لاچار ہیں۔ اور اس میں ایک بہترین "فلسفہ اخلاق" کی بنیاد ہی نہیں۔ بلکہ ایک شاندار عمارت ہمیں نظر آتی ہے۔ جس سے علوم کا دعویدار یورپ آج آگاہ ہو رہا ہے۔ لیکن از بس کہ یہ بُرائی ایسی تھی۔ جس کا اثر نہ صرف مرتکب کی ذات پر ہوتا ہے بلکہ سوسائٹی بھی اس سے اثر پذیر ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ اس لئے مجرم کی تنبیہ کے علاوہ سوسائٹی کو اس کے بُرے اثرات سے محفوظ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رکھنے اور نظام تمدّن کے قیام و استحکام کے لئے ان اوامر و احکام کے پہلو بہ پہلو اسلام نے ایک تعزیری نظام بھی ترتیب دیا تا شریعت ہر لحاظ سے کامل ٹھیرے۔

زانی کیلئے اسلام کی تجویز کردہ تعزیر

چنانچہ اسلام نے ایسے شخص کے لئے تجویز کیا کہ ثبوت متحقق ہو جانے پر اسے اس کی اضطراری حالت کے مطابق ایک سو دُرے لگائے جائیں۔

۲- ولا تأخذکم بهما رأفة۔ سزا کے نفاذ میں نرمی اور رافت کا کوئی لحاظ نہیں۔

۳- واشهد عذابهما طائفة من المؤمنين- یہ سزا برسرِ عام دی جائے۔

اور اگر وہ شخص کنوارا نہیں بلکہ بیاہا ہوا ہے۔ تو چونکہ اب اس کا جرم بڑھ گیا۔ کہ باوجود ایسے سامان میسر آنے کے جو وہ اس ذلیل فعل سے رک سکتا تھا- اس نے اس سے فائدہ نہیں اُٹھایا- بلکہ اپنی نفسانیت کی باگ کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ اس لئے اس کی سزا میں بھی زیادتی چاہیئے تھی۔ اور اس نسبت سے کہ وہ ایک طرح کی نسل کُشی کا مرتکب ہُوا۔ اور انسانیت کی اس نے انتہائی توہین کی۔ گویا اپنے لئے اسے برباد ہی کر دیا۔ اور اپنے دیانت، تقوٰی، عفت اور دوسروں کے حقوق کو پس پُشت ڈالتے ہوئے اپنے تمام قوٰی ظاہرو باطنی کو اپنے مُحسن و مالک حقیقی کی سخت نافرمانی میں صرف کیا- اس لئے اس کے کل اعضاء قابل تعزیر تھے۔ تب اسلام نے ایسے شخص کو جان سے مار ڈالنے کا حکم دیا۔ اور جُرم کی شدّت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے جان لینے کے طریق میں بھی شدّت کا پہلو رکھا۔ اور فرمایا کہ پتھر مار کر اس کی جان لو- اس طریق کو عربی میں رجم سے تعبیر کرتے ہیں۔

۴- سو اس طرح اس فعل کا مرتکب اگر محصن ہو۔ تو اس کی سزا شریعت اسلامیہ میں رجم ہے۔ اور اس سے علاوہ اور کوئی حد اس کے لئے نہیں۔

یہ واضح سزائیں تھیں- جو اسلام نے اس خصوص میں تجویز کیں- لیکن دیگر مسائل کی طرح یہ سادہ مسئلہ بھی زمانہ قدیم سے مختلف فیہ رہا ہے، اور بعض کے نزدیک تو صحابہؓ بھی اس بارہ میں اختلاف رکھتے تھے (لیکن یہ درست نہیں) اور اب تک یہ اختلاف قائم ہے۔ اور علماء کی موشگافیوں نے اس اختلاف کو گوناگون اور چند در چند پہلوؤں اور گوشوں میں منقسم کر دیا ہے +

زانی کی سزا میں علماء کا اختلاف

جمہور خوارج اکثر اہل قرآن بعض معتزلہ جن میں نظام بھی شامل ہے۔ چند ہمارے "نوجوان عالم" اور کچھ نئی روشنی کے مولوی اس طرف گئے ہیں۔ کہ جب منطوق آیت قرآنیہ الزانية والزاني فاجلدوا كل واحد منهما مائة

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلدۃ۔ ایسے ذلیل فعل کی سزا محض سو ۱۰۰ درے ہیں۔ رجم یا کسی اور قسم کی سزا قطعاً اس کی حد میں شامل نہیں۔ مجرم خواہ محصن ہو یا غیر محصن۔ اِنَّمَا الْحَدُّ اَلْجَلْدُ لِلثَّيِّبِ وَالْبِكْرِ۔ غرض ان کے نزدیک شریعت نے اس خصوص میں احصان وغیر احصان کا کوئی امتیاز قائم نہیں کیا ۔

۲۔ باقی تمام محدثین مفسرین اور فقہاء اربعہ کہتے ہیں کہ غیر محصن کے لئے تو بیشک سو ۱۰۰ درے کی سزا ہے لیکن محصن رجم کیا جائیگا۔

صحابہؓ میں سے خلفاء اربعہ، ام المومنین عائشہ، ابن عباس، ابو سعید خدری، زید بن خالد، بریدہ اسلمی اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے اقوال ان کی تائید میں موجود ہیں،

رجم و عدم رجم کے بنیادی اختلاف کے بعد تفصیلات میں پھر اختلاف شروع ہوتا ہے ۔

۳۔ امام شافعی، احمد بن حنبل، ثوری، اور حسن کہتے ہیں۔ کہ کنوارے کو سو ۱۰۰ درے لگوانے کے بعد تغریب عام (ایک سال کے لئے جلاوطن) بھی کرینگے ۔

۴۔ امام مالکؒ اور اوزاعی اس طرف گئے ہیں۔ کہ مرد کے لئے تو ایک سال کے "دیس نکالا" کی حد ہے لیکن عورت اس سے مستثنیٰ ہے۔ اسے یہ سزا نہیں دی جائیگی ۔

۵۔ امام ابو حنیفہؒ، حمادؒ اور جمہور علماء کا یہ مذہب ہے۔ کہ تغریب عام "حد" میں تو شامل نہیں ہاں حالات کے اقتضاء سے امام ایسا بھی کر سکتا ہے۔ چنانچہ ان کا قول ہے۔ النفی لیس بداخل فِی الْحَدِّ بَلْ هُوَ سِيَاسَةٌ مُفَوَّضَةٌ اِلَى الْاِمَامِ اِنْ شَاءَ فَعَلَ وَاِنْ شَاءَ لَمْ يَفْعَلْ۔ حضرت عمرؓ کا قول و فعل ان کی تائید میں ہے۔ جب آپؓ نے درے لگوانے کے بعد اسے جلاوطن بھی کر دیا اور وہاں پہنچکر اس کے مرتد ہو جانے کی اطلاع پہنچی تو آپؓ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم اب کسی کو جلاوطن نہیں کرونگا۔

۶۔ احمدؒ[1]، اسحاق اور شیعوں کے قریباً تمام فرقے جمہور علماء کی طرح یہ تو نہیں کہتے کہ قرآن مجید میں زانی کی جو سزا مذکور ہے وہ نبی کریمؐ نے حکم خداوندی کے مطابق محصن غیر محصن کے لئے رہنے دی۔ بلکہ وہ اس طرف گئے ہیں۔ کہ قرآن مجید نے محصن اور غیر محصن ہر دو کے لئے سو ۱۰۰ درّے کی سزا تجویز کی ہے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محصن کے لئے رجم کی زیادتی حکم خداوندی کے ماتحت کر دی۔ حضرت علیؓ سے بھی ایک ایسی ہی روایت منقول ہے۔ آپؓ نے جب شراحہ ہمدانیہ[2] کو رجم سے پہلے کوڑے لگوائے تو فرمایا۔ جلدتھا بکتاب اللہ

۱؎ امام احمد کی روایت اس کے خلاف بھی آتی ہے۔ کہ دو حدیں ایک وقت میں جمع نہیں ہونی چاہئیں ۔

۲؎ دوسری روایت میں شراحہ ہمدانیہ آتا ہے۔ یہ سعید بن قیس کی لونڈی تھی ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وَرَجَمْتُهَا بِسُنَّةِ نَبِیِّہٖ۔ بخاری۔ عبادہ بن صامت سے بھی اس مضمون کی ایک روایت آتی ہے۔ بعض لوگوں نے اس خصوص میں ایک امتیاز قائم کیا ہے۔ کہ دونو سزائیں صرف اس محصن کو دی جائیں گی۔ جو بوڑھا ہو کر ایسا ارتکاب کرے ؛

۷- ائمہ اربعہ اس طرف گئے ہیں۔ کہ رجم کے ساتھ جلد (دُرّے) کی سزا نہیں دی جائیگی۔

یہ تو نفس سزائیں محققین کے باہمی اختلافات تھے۔ اس سے علاوہ طریق سزا میں بھی بہت سے متضاد خیالات و اقوال ہیں۔ پھر ہر فریق کے ہاں اسالیب استدلال، طرق استنباط، تنوع دلائل و براہین کی بھی کمی نہیں۔ اس حقیقت کو جانتے ہوئے اگر ہم ہر پہلو کی تفصیلات میں چلے گئے۔ تو یقیناً یہ تطویل طلب ہو گا۔ اور ایک لمبی بحث چھڑ جائیگی۔ فروعات کو نظر انداز کرتے ہوئے اس فرصت میں صرف ان لوگوں کے خیالات ہی سے بحث کرتے ہیں۔ جو اسلام کے تعزیری نظام میں رجم کی دفعہ کے مُنکر ہیں۔

صفحات گذشتہ میں بتلایا جا چکا ہے۔ کہ جمہور خوارج اکثر معتزلہ بہت سے اہل قرآن اور چند اور متفرق خیالات کے لوگ شریعت اسلامیہ میں رجم کی سزا کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کا اپنے قول کی تائید میں سب سے وزنی اور اہم ترین استدلال یہ ہے۔ کہ :-

مسئلہ رجم کے خلاف وہم اوّل

”قرآن مجید میں رجم کا حکم موجود نہیں۔ درانحالیکہ انواع معاصی کو بیان کرتے ہوئے جس شرح و بسط سے اس گناہ کے متعلقہ احکام کو بیان کیا گیا تھا۔ وہ اس امر کا مقتضی تھا۔ کہ رجم جیسی مہیب، بیحد اہم اور شدید ترین سزا بھی بیان کر دی جاتی۔ خاص طور پر جبکہ اس جرم کی ہلکی سزا کو بیان کر دیا گیا تھا“

ان کا خیال ہے۔ کہ ”اگر شریعت اسلامیہ میں رجم کی سزا مان لی جائے تو یہ طریق اختیار کرنے سے قرآن مجید کی شان تبیان مجروح ہوتی ہے۔ کہ سزا کی اہم شق کو بلاوجہ نظر انداز کرتے ہوئے خفیف سزا کا ذکر کر دیا۔ پس قرآن مجید میں رجم ایسی ہیبت زا، لرزہ انگیز، اور اہم سزا کا اہمال و حذف اس بات کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ وہ اس سزا کا مجوز نہیں“

جواب یہ ہے۔ وہ مرکزی اور اہم ترین اعتراض یا استدلال جسکے گرد رجم کی تائید میں دوسری قریباً تمام دلیلیں اور استدلال چکّر کھاتے ہیں۔ اور جو مسئلہ رجم کے خلاف منکرین رجم الفاظ کے تغیر و تبدّل اور عبارتوں کے ادل بدل کے ساتھ پیش کرتے رہتے ہیں۔ لیکن میں حیران ہوں کہ اس کمزور، خفیف، اور بے حقیقت بنیاد پر اپنے اعتقاد کی عمارت کھڑی کرنیوالے لوگ کس عقل و دانش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے مالک اور سرمایہ دار ہیں، بیشک مجھے تسلیم ہے اور اس واقفیت سے بدلائل کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ بلاواسطہ قرآن مجید میں رجم کے متعلق کوئی حکم نہیں۔ اور اس میں بلا تفصیل زانی کی سزا کے لئے سو ۱۰۰ درے تجویز کیئے گئے ہیں۔ مَیں عرض کرونگا۔ کہ یہ چیز اس صداقت کا بیان تو بیشک ہے کہ قرآن مجید بلاواسطہ منصوص طور پر اس سزا کا مجوز نہیں۔ لیکن یہ اس بات کی دلیل کیونکر ٹھہری۔ کہ یہ سزا شریعت اسلامیہ میں بھی موجود نہیں۔ کیوں شریعت کے ہر منشاء اور اسلام کے ہر حکم کا قرآن مجید میں بلاواسطہ موجود ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ انہی اوامر و نواہی کا ایک کثیر حصہ احادیث میں پایا جاتا ہے۔ اور پھر ساتھ ہی یہ بات بھی ہے۔ کہ بعض احکام شرعیہ الٰہیہ کا صرف احادیث میں بیان ہونا اور قرآن مجید میں ان کا حذف ایسے اوامر کی وقعت اور واجبیت کو کم نہیں کرتا۔ بلکہ وہ احکام بھی احکام القرآن کی طرح قابل حُجّت ہوتے ہیں اور ہر مسلمان پر ان کا بجالانا اسی طرح فرض ہے۔ جس طرح احکام قرآنیہ کا۔ "خَبَرُ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلّم بمنزلۃِ الکتابِ فِیْ حَقِّ لزُومِ الْعِلْمِ والعمل بِهٖ فَاِنَّ مَنْ اَطاعَهٗ فقد اطاع اللّٰہ۔ حدیث نبوی اس حیثیت سے آیت قرآنیہ کے درجہ پر ہے کہ اس سے ہمیں کسی واقعیت کا علم ہوتا ہے۔ اور اس پر عمل اور اس کا اتباع بھی ہم پر قرآن مجید کی طرح ہی فرض ہے۔" کوئی مسلمان محض اس دلیل سے کہ فلاں مسئلہ قرآن مجید میں مذکور نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی وحی جلی نے ہمارے لئے اسے فرض نہیں کیا اس کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے فرائض سے بحسن تمام عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ مومن بننے کے لئے تصدیق لما قال القراٰن کے ساتھ لما قال النبي کی تصدیق بھی ضروری ہے۔ اور چونکہ یہ دونو سلسلے پہلو بہ پہلو چلتے ہیں۔ اس لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ تمام احکام الاحادیث کو بحیثیت عمل و ترک وہی منزلت و مرتبہ دیا جائے۔ جو احکام القرآن کو حاصل ہے۔ ورنہ لازم و ملزوم کا یہ بدیہی اور قطعی تعلّق ٹوٹ جائیگا۔ اور تسلیم کرنا پڑیگا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے الٰہی منشاء کی صحیح ترجمانی نہیں کی اور اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ کے مشن کی بامانت سرانجام دہی سے نعوذ باللہ آپ قاصر رہے۔ ہاں یہ ضروری ہے۔ کہ احادیث کے بیان سے ماخوذ و مستنبط مسئلہ نصوص قطعیہ قرآنیہ کے اس طرح خلاف نہ ہونا چاہیئے کہ ایک کو مانا جائے تو دوسرے کا انکار لازم آئے یا پہلے کا انکار دوسرے کے اقرار کو مستلزم ہو۔ ایسی صورت میں وہ بیان ٹھکرا دینے کے قابل ہوگا۔ کیونکہ ایسی صورت میں یقیناً وہ رسول ؐ کے مُنہ سے نکلی ہوئی بات نہیں۔ بلکہ بعد میں حضور انورؐ کی طرف غلط طور سے منسوب شدہ بات ہوگی۔ اور اس قول کی عملی تفسیر ہوگی۔ الا قد تکثر لکم الاحادیث بعدی۔ صحیح حدیث کبھی قرآن مجید کے خلاف نہیں ہو سکتی۔ اور نہ قرآن مجید صحیح حدیث سے ٹکرا سکتا ہے۔ ہر دو کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روش میں تباین کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ کہ وہ دونو ایک ہی نور سے ضیا یافتہ اور ایک ہی چشمۂ فیض سے سیراب شدہ ہیں۔ پھر ان میں نسبت تضاد کیونکر پیدا ہو سکتی ہے۔ پس جس حدیث کا مفہوم قرآن مجید کے خلاف نہ ہو۔ اس پر عمل ہمارے لئے واجب ہے۔ اس زمانہ کے حَکَم حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب شہادت القرآن میں فرماتے ہیں:۔

"ایسا خیال کرنا کہ احادیث کے ذریعہ سے کوئی یقینی اور قطعی صداقت ہمیں مل ہی نہیں سکتی۔ گویا اسلام کا بہت سا حصہ اپنے ہاتھ سے نابود کرنا ہے۔ بلکہ اصل اور صحیح امر یہ ہے کہ جو کچھ احادیث کے ذریعہ سے بیان ہوا ہے۔ جب تک صحیح اور صاف لفظوں میں قرآن اس کا معارض نہ ہو۔ تب تک اس کو قبول کرنا لازم ہے۔" ص۵

اسی طرح حضور ایک صاحب عطا محمد صاحب کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اسی کتاب کے ص۳ پر فرماتے ہیں:۔

"معترض نے کسی سے سن لیا ہے۔ کہ اکثر احادیث احاد کے مرتبہ پر ہیں۔ اور اس سے بلا توقف یہ نتیجہ پیدا کیا کہ بجز قرآن کریم کے اور جس قدر مسلّمات اسلام ہیں۔ وہ سب کے سب بے بنیاد و مشکوک ہیں۔ جن کو یقین اور قطعیت میں سے کچھ بھی حصہ نہیں۔ لیکن درحقیقت ایک بڑا بھاری دھوکا ہے۔ جس کا پہلا اثر دین و ایمان کا تباہ ہونا ہے۔"

غرض احادیث کے وہ تمام مسائل جو قرآن مجید کے کسی حکم کی تفصیل، تفسیر، یا تشریح میں ہیں، یا قرآن مجید ان کے ذکر سے خاموش ہے۔ اور اس سے ان کے خلاف استدلال نہیں ہو سکتا۔ ہمارے لئے واجب العمل ہیں۔ اور ان کا ترک ہمیں خطرناک نتائج و عواقب تک پہنچا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ قرآن مجید سورۃ نساء جزو ۵ ع ۵ میں فرماتا ہے:۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۔ کہ اے مسلمانوں اگر حقیقتاً تمھیں اللہ اور یوم آخر پر ایمان ہے۔ تو اپنے متنازع امور اللہ اور رسول کی طرف لے جاؤ۔ یہی طریق کار بہتر اور انجام کار اچھا ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے ایک راہ عمل تجویز کی ہے، اختلاف خیال، اختلاف آراء، اختلاف مستنبطات ایک عامۃ الورود اور یقینی چیز ہے۔ اگر کسی ضابطہ اور قانون کے ذریعہ ان چیزوں کو ہموار، یک جہت اور متماثل کرنے کی کوشش نہ کی جائیگی، یا اسکے لئے کوئی آخری حکم نہیں تجویز کیا جائیگا۔ جس کا فیصلہ قطعی، ناطق، اور ناقابل رد ہو۔ تو اس کے نتیجہ میں اس قوم کا خیالات کی پراگندگی کے ساتھ پراگندہ عمل ہو جانا کچھ بعید نہیں چنانچہ یہ آیت اسی قانون کا اظہار ہے کہ مسلمانوں کے متنازع امور کے فیصلہ کا طریق یہ ہے کہ قرآن مجید کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سامنے رکھ کر فیصلہ چاہا جائے۔ لیکن اگر قرآن مجید کسی مسئلہ کے منصوص حل سے ساکت ہو تو حدیث کو حکم بنایا جائے، اور اس کے فیصلہ پر سر تسلیم کا خم ہونا × × × دراصل احکام قرآنیہ کا امتثال ہی ہے، سنو! قرآن مجید خود فرماتا ہے۔ ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا۔ غرض کسی مختلف فیہ مسئلہ میں اصل اور فیصلہ کن قول یا اللہ تعالےٰ کا کلام ہو سکتا ہے۔ یا نبی کریمؐ کی حدیث۔ ان میں سے نہ صرف حدیث کو لیکر قرآن مجید کو چھوڑا جا سکتا ہے۔ اور نہ صرف قرآن مجید کو لیکر حدیث سے قطع نظر کی جا سکتی ہے۔ بلکہ شریعت اسلامیہ ان دونو کے مجموعہ کا نام ہے۔ یہ[1] ایک اصل ہے۔ اور ناقابل تردید اصل اور اسی اصل کے پیش نظر ہم زیر بحث مسئلہ کو بھی لیتے ہیں۔ اور اپنے اس تنازع میں اللہ اور اس کے رسولؐ کو حَکَم بناتے ہیں ٭

مَیں لکھ چکا ہوں۔ کہ قرآن مجید میں رجم کرنے کے متعلق کوئی حکم نہیں۔ لیکن اسی طرح یہ بھی کہنا درست ہے، کہ قرآن مجید میں رجم نہ کرنے کے متعلق بھی نہی نہیں آئی، بلکہ جس طرح وہ جواز سے خاموش ہے، عدم جواز کے متعلق بھی وہاں کوئی تصریح نہیں۔ پس جب یہ حقیقت ہے۔ کہ جہاں قرآن مجید نے کہیں یہ نہیں کہا کہ رجم کرو وہاں یہ بھی کہیں نہیں کہا کہ رجم نہ کرو۔ تو پھر ہمیں بیان کردہ ناقابل شکست اصل کے پیش نظر کہ شریعت کے ہر منشاء کا قرآن مجید میں منصوص ہونا ضروری نہیں بلکہ مسائل شرعیہ کا ایک کثیر حصہ احادیث میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس لئے قرآن مجید کے بعد احکام و اوامر شرعیہ الٰہیہ کی تعیین کے لئے ہمیں احادیث نبویہؐ پر بھی اعتماد کرنا پڑیگا۔ ہم قرآن مجید کے مطالعہ کے بعد اسلام کے بائی لاز (حدیث) سے اس مسئلہ کے متعلق استقصا کرتے ہیں تو ہمیں کتب آثار و سیر اور مستدرکات کا ایک وسیع ذخیرہ اس طرف رہنمائی کرتا ہے کہ کاشف اسرار نبوت، شارح احکام الٰہیہ، ماینطق عن الھویٰ کے مصداق فداہ جسمی و روحی اور بار شریعت کے پہلے حامل اور آپؐ کے نقش قدم پر چلنے والے صحابہؓ کا امر و تعامل یہی رہا ہے۔ کہ ثبوت متحقق ہو جانے کے بعد محض زانی کو رجم کر دیا جاتا تھا۔ اور ایسا ایک واقعہ، ایک رؤیت، ایک شہادت بھی پیش نہیں کی جا سکتی کہ کسی شخص کو رجم کی جگہ کوڑے لگوائے گئے ہوں۔

والبقیۃ تأتی

---

[1] شریعت اسلامیہ کے درحقیقت تین رکن ہیں۔ کتاب، سُنت، اور اجماع امت۔ اسوقت چونکہ تیسری چیز زیر بحث نہیں۔ اس لئے اسے چھوڑ دیا گیا ہے ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب

(یا)

اسلامی پردہ

(نمبر ۴)

زیر نظر سلسلہ مضامین کی تیسری قسط میں بتلایا جا چکا ہے۔ کہ مغربی ممالک کے لوگ عفت و عصمت کے معاملہ میں پست اور گرا ہوا معیار رکھتے ہیں۔ وہاں کی مرد و عورت کے بے روک اختلاط سے پیدا شدہ بُرائیاں اور خرابیاں بے انتہا ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں چند امور درج بھی کر آئے ہیں اور ابھی ہم چاہتے تھے۔ کہ اس کی تائید میں اسے اور زیادہ موجہ و مدلل بنانے کے لئے کچھ اور دلائل بھی پیش کرتے۔ اور ایسی تحریرات اور اعداد و شمار آپکے سامنے رکھتے۔ جنہیں وہیں کے مستند مبصرین نے قلمبند کیا ہے۔ اور جن کا ایک زبردست ذخیرہ ابھی ہمارے پاس موجود ہے۔ اور ان سے مغربی تہذیب کے ساتھ بہت سی رسوا کن باتوں کا تعلق ثابت کیا جا سکتا تھا۔ لیکن ایڈیٹر صاحب اتنا ہی کافی سمجھتے ہیں اور زیادہ تفصیل کے روادار نہیں اس لئے نیز مضمون پہلے ہی طویل سے طویل تر ہوا چلا جا رہا ہے اس لئے اس سلسلہ بحث کو وہیں پر ختم کرتے ہوئے صرف ایک سوال کا جواب دیکر بے پردگی کی دوسری مضرت کا بیان شروع کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے۔ کہ جب کئی مغربی باشندوں کی اخلاقی حالتیں ایسی ہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا انکی لغزشیں اور خطائیں کسی بے علمی نادانی اور جہالت کی وجہ سے ہیں۔ کیا ان کی یہ غلطیاں اس باعث ہیں کہ وہ لوگ دوسرے ممالک کے باشندوں سے غیر معمولی طور پر زیادہ شہوانی قویٰ رکھتے ہیں؟ یا کیا اس کا یہ سبب ہے کہ ان میں بدی کو دبانے اور نیکی کو ابھارنے والی استعدادیں نسبتاً کم ودیعت کی گئی ہیں؟ تو اس کے متعلق ہمارا جواب بالکل صاف اور واضح ہے۔ اور جیسے مدلل طور پر ہم اس مقالہ کی ابتدائی سطور میں درج کر آئے ہیں۔ کہ نہیں ان میں سے کوئی بات بھی نہیں اور ان میں سے کسی ایک امر کو بھی عوامل قریبہ میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ نہ تو وہ اتنے جاہل، نادان، اور بے علم ہیں۔ کہ اس بدی کو بدی ہی نہیں سمجھتے، یا انہیں اس بدی کے ہلاکت آفرین عواقب و نتائج کا ہی علم نہیں، اور نہ ہی خلقاً اور فطرتاً ان میں نیکی کے احساسات کا فقدان ہے۔ بلکہ اس حقیقت کے پیش نظر کہ یہ بدی اس نسبت سے بڑھتی ہے۔ جس نسبت سے شہوانی قویٰ کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھڑکانے والے سامانوں کی فراوانی اور ارتکاب کے مواقع کی زیادتی ہوتی ہے۔ اس لئے یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ مغربی لوگوں کے یہ گناہ ان کی یہ اخلاقی گراوٹیں اس ناجائز آزادی کا ثمرہ ہیں جو وہاں کی عورتوں کو حاصل ہے۔ یہ خطائیں مخلوط تعلیم اور اشتعال انگیز رقص و سرود کا پھل ہیں۔ یہ خرابیاں سینما کی برہنہ تصویروں، اخباروں اور رسالوں میں آرٹ کے نام سے حیا باختہ عورتوں کے حسن کی برہنہ نمائشوں، ان کے حیا سوز لباسوں عفت ربا محفلوں اور عام روش زندگی میں مردوں اور عورتوں کے بےروک امتزاج و اختلاط کا نتیجہ ہیں۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ مغربی سوسائٹی کے حالات کی یہ کیفیت جسے دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح ان لوگوں نے عفت و عصمت کے مفہوموں کو پاش پاش کر دیا ہے، اس کے سبب اعلیٰ، اور اس موجب حقیقی کے متعین کرنے میں جس کا اس میں سب سے بڑا دخل ہے، وہاں کی عورتوں کی بےپردگی کو ہی پیش کیا جا سکتا ہے ؎

بےپردگی کی دوسری مضرت

اسی بےپردگی کا نتیجہ ہے کہ مغربی لوگوں کو نکاح ایسے مقدس فریضہ اور اہم معاملہ سے جس پر بقاء افزائشِ انسانی کا انحصار ہے۔ نفرت پیدا ہوتی چلی جا رہی ہے، اور وہ تجرد کی زندگی کو ترجیح دینے لگے ہیں۔ اور اس طبقہ کا دائرہ اثر وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جو شادی کے ذریعہ مرد و عورت کو ایک دوسرے سے وابستہ کر دینے کے خلاف کوشاں ہے۔

اس تباہ کن جذبہ کے پیدا ہونے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اُس سوسائٹی میں تمدن کا وہ حصہ جو خاوند بی بی کے تعلقات سے متعلق ہے بےحد تلخ ہو رہا ہے۔ کیونکہ پردہ کے بغیر مردوں اور عورتوں کو ہر وقت یہ موقعہ میسر ہے۔ کہ جہاں بھی چاہیں تعلقات محبت استوار کر لیں۔ اور وہ خوشی جو جائز طور پر گھر کے اندر حاصل ہونی چاہیئے ناجائز طور پر گھر سے باہر تلاش کریں۔ اس لئے جب وہاں کا مجرد طبقہ دیکھتا ہے کہ بیاہے ہوئے جوڑے تلخ اور غیر خوشگوار اوقات بسر کر رہے ہیں۔ اور ان کی زندگی ایک عبرت انگیز منظر پیش کر رہی ہے۔ تو یہ خیال ان کے اذہان میں جاگزین ہو جاتا ہے کہ آئندہ سے شادی ہی نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ دیکھتے ہیں۔ کہ تمام وہ کوفت اور کشمکش جو خاوند یا بی بی کو ہوتی ہے۔ اس کی وجہ وہ عہد ہے جس کے ساتھ انہوں نے اپنی زندگیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ متحد کیا تھا۔ اور اگر یہ عہد اس کا موجب نہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہی لوگ جو تجرد کی حالت میں آرام و راحت کی زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں۔ شادی کے بعد مصیبتیں انہیں گھیر لیتی ہیں۔

شادی اور بیاہ کے خلاف اس تحریک کے پیدا ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ جب ایک مرد و عورت اپنی زندگی کی ڈوریوں کو نکاح کی گرہ ڈالکر ملا دیتے ہیں تو اس میں کیا شک ہے کہ ان میں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر ایک پر کچھ نئی ذمہ داریاں عائد ہو جاتی ہیں جن سے بخوبی و خوش اسلوبی عہدہ برآ ہونا جوڑے میں سے ہر فرد کا اولین فرض ہے، جس کے لئے بسا اوقات مالی، بدنی، جانی اور وقت کی قربانیاں کرنے کی بھی ضرورت پیش آسکتی ہے، جس کے بدلہ میں اپنی کوتاہ فہمی اور ازدواج کے روحانی، اخلاقی، اور تمدّنی فوائد سے جہالت اور بیگانگت کے سبب وہ سمجھتے ہیں کہ انہیں صرف وہ لذّت ہی ملیگی جو ایک مرد و عورت کو باہمی اتصال کے سبب حاصل ہوتی ہے۔ نقطۂ نگاہ تو ان کے ذہن میں ماحول سے متأثر ہو کر بیٹھ ہی چکا ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ وہ دیکھتے ہیں کہ وہ فائدہ جو شادی کے بعد انہیں حاصل ہوگا بغیر بیاہ کی پابندیاں عائد کئے بھی، بے پردگی کی بدولت اس سے متمتع اور لذّت یاب ہو سکتے ہیں تو انہیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ازدواج کی اُلجھنوں، الجھیڑوں اور جھمیلوں میں پڑیں۔

مغربی لوگوں میں آجکل ایک محاورہ خاص طور پر ترقی پا رہا ہے۔ اور فرانسیسی اور انگریزی لٹریچر جن لوگوں کے زیر مطالعہ رہتا ہے وہ اس سے آگاہ ہیں کہ جب وہاں کسی مجرد سے پوچھا جائے تم شادی کیوں نہیں کرتے تو وہ جواب میں نہایت شوق اور بلا کسی جھجک کے کہتا ہے۔

"جب میں بازار سے ہر روز تازہ اور خوش ذائقہ دودھ خرید سکتا ہوں تو مجھے گھر میں گائے پالنے کی کیا ضرورت ہے"

اور یہ کس قدر مبرھن حقیقت ہے۔ کہ اگر ان ممالک میں پردہ پوشی کا رواج ہو جائے۔ اور عورتیں مردوں کے دست تصرف سے آزاد کر دی جائیں تو یقیناً ان کے مردوں کو بظاہر "تازہ دودھ" میسّر نہیں ہوگا اور وہ مجبور ہونگے کہ گھروں میں "گائیں پالیں"۔

غرض بے پردگی کا دوسرا نقص یہ ہے۔ کہ اس سے شادی کو بے ضرورت اور مصیبت قرار دینے کے خیال کو تقویت ہوتی ہے۔ جیسا کہ ابھی بتایا گیا ہے۔ اس مصیبت کے گرفتار بھی تمام دنیا میں سب سے زیادہ یوروپ اور امریکہ کے لوگ ہیں۔ اور اس سے جو دردناک نتائج ان کے ہاں پیدا ہو چکے ہیں اور پیدا ہونگے وہ دنیا کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں۔ ابتدا میں پادریوں اور راہبوں کو شادی کی اجازت نہ تھی اور انہیں تجرّد کی زندگی پر مجبور کیا جاتا تھا۔ لیکن آخر سولھویں صدی میں عیسائی دنیا نے جب ان کے تجرّد کے انتہائی خطرناک واقعات کا مشاہدہ کر لیا تو اس "مقدّس طبقہ" کی سیاہ کاریوں سے تنگ آکر اسے انہیں شادی کی اجازت دینا پڑی تھی۔ اس وقت تو صرف ایک محدود طائفہ کی مجردانہ زندگی سے یوروپ چلّا اُٹھا تھا۔ اب اگر تمام کی تمام سوسائٹی اس لعنت میں گرفتار ہو گئی۔ اور سب لوگ شادی کو بے ضرورت ہی نہیں بلکہ مصیبت خیال کرتے ہوئے اس سے انکار کر بیٹھے۔ تو اس وجہ سے ان لوگوں کو جن ہولناک نتائج سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوچار ہونا ہوگا۔ اس سے وہاں کا بیدار مغز طبقہ ابھی سے لرزہ براندام ہے اور ہر لمحہ ایسے ذرائع اور طرائق سوچنے میں مصروف ہے۔ جن سے وہ قوم کو اس مصیبت سے نکال سکیں۔ لیکن کون انہیں بتلائے کہ انکا ذریعہ ایسے ٹیکس نہیں جو اِن لوگوں پر عائد کیئے جائیں جو شادی کے قابل ہونے کے باوجود شادی نہیں کرتے۔ تا وہ ٹیکسوں کی ترہیب سے شادی بیاہ کی طرف مائل ہوں۔ نہ ہی اس کا علاج وہ ترغیب ہے جو ازدواجی زندگی کی خوشحالیوں کے فرضی اور بناوٹی افسانوں کے سُنانے سے دی جاتی ہے۔ بلکہ ایسی تمدّنی پیچیدگیوں کا بہترین حل پردہ اور صرف پردہ ہے۔

(باقی دارد)

صداقتِ مسیح موعود علیہ السلام ازروئے ویدِ مقدّس

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ نے صداقتِ مسیح موعودؑ کو قرآن کریم، احادیث اور بائبل سے اس قدر وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔ کہ اب انہی مذکورہ بالا کتب کو پیش کرنا تو شاید تحصیل الحاصل ہی ہوگا اس لئے میں جو کہ اس پاک جماعت کے خدام کی پاؤں کی خاک سے بھی بدتر ہوں۔ وید بھگوان سے ایک منتر پیش کرتا ہوں۔ جس سے حضرتِ اقدسؑ کی صداقت اور مکذّبین کی جہالت روزِ روشن کی طرح ظاہر ہوگی۔ بوجہ عدیم الفرصت ہونے کے میں زیادہ حوالے نہیں پیش کر سکتا۔ ہاں آئندہ کبھی انشاءاللہ العزیز اس کو بالتفصیل بیان کرونگا۔ ملاحظہ ہو سام وید سائن بھاش ادھائے ۴ کانڈ ۱۰ منتر ۴ صـــ ۲۰۳۳

ترجمہ (نیکی کے رستے یعنی خدا کے لیئے) دھن (مال عزّت آرام وغیرہ) کو خرچ کرنے والے (دنیا میں ہی) دھن سُکھ (آرام) اور جگہ (مکانات وغیرہ) کو پاتے ہیں۔ اور جو ورت (خدا کے احکام کی پیروی) نہیں کرتے وہ دھن سُکھ (آرام) اور جگہ کو چُھو بھی نہیں سکتے (یعنی ان کے پلے بھی نشٹ ہو جاتے ہیں) اور پھر وہ ایسا ہونے پر خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق ہی نہیں پا سکتے۔

وید بھگوان کے اس منتر سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں کہ خدا کے پیارے جو اس کی خاطر اپنی پیاری اشیاء مال و عزّت وغیرہ کو خرچ کرتے ہیں اور اس کی خاطر اپنے آرام کو کھوتے ہیں۔ ان کو دنیا میں ہی اعلیٰ مال و عزّت اور اعلیٰ آرام ملتا ہے اور مکانات بھی ملتے ہیں۔ اور پاپی گنہگاروں یعنی ایسے نیکوں کے مخالفوں کو نہیں ملتے۔ بلکہ ان کے پہلے بھی اسباب آرام نشٹ ہو جاتے ہیں یہ ایک کسوٹی ہے۔ جس سے سچے اور جھوٹے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں آسانی سے فرق کیا جاسکتا ہے۔ سو اسی کے مطابق ہم اگر حضرت مرزا صاحبؑ کو دیکھیں۔ کہ جب آپنے دعویٰ کیا۔ کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ اُس نے مجھے اِس زمانہ کی اصلاح کے لئے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اور اِس دعویٰ کے ساتھ ہی حضورؑ نے اپنے تھوڑے بہت دھن (مال) کو جو آپؑ کے پاس اسوقت تھا خدا کی راہ میں خرچ کیا اور اُس خدا کی خاطر تمام قوموں کی گالیاں سُن سُنکر اور طرح طرح کی تکالیف فرزندانِ دنیا کے ہاتھوں سے اُٹھا کر اپنے آرام کو بھی قربان کر دیا۔ اور ایسے حال میں جبکہ تمام ہندو مسلمان عیسائی حتیٰ کہ اپنے برادر بھی آپؑ کو تکلیف پہنچانے میں کوشاں رہتے تھے۔ آپکے آرام کو برباد کرنے کے لئے طرح طرح کے مقدمات بناتے تھے ایسے حال میں تین شخص آپؑ کی مخالفت کیلئے اُٹھے۔ ہندوؤں میں سے پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری جن کی زبان اور قلم اسلام کے خلاف چُھری کی طرح چلتی تھی۔ اور کئی کتابیں انہوں نے لکھیں۔ مالدار بھی تھے آریوں میں ان کی بہت زیادہ عزّت تھی۔ نہایت آرام و آسائش سے اپنی زندگی گذارتے تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی مخالفت کرنے سے جیسے ان کا سُکھ (آرام) نشٹ ہُوا اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ان کی موت ایسی ہیبت ناک ہوئی کہ جس سے ان کا اپنا ہی آرام نشٹ نہ ہُوا بلکہ ایک قوم کا آرام ہمیشہ کے لئے برباد ہُوا۔ آئے دن آریہ لوگ اس ہیبتناک واقعہ کو یاد کر کرکے چلاّتے رہتے ہیں۔ اور یقین ہے کہ جبتک دنیا رہیگی۔ تب تک یہ واویلا ہوتا رہیگا۔ سو پنڈت لیکھرام صاحب کا سُکھ (آرام) نشٹ ہونیکا ثبوت اس کی قوم ہی بڑے زور سے دے رہی ہے ٭

عیسائیوں میں سے ڈاکٹر ڈوئی آف امریکہ، آپؑ کی مخالفت کیلئے کھڑے ہوئے۔ ان کا دعویٰ الیاس ہونیکا تھا۔ اور سینکڑوں اُن کے مرید تھے۔ جن کی وجہ سے انہیں کافی آمدنی تھی۔ اور وہ مرید اُن کی بڑی عزّت کرتے تھے۔ ان وجوہات کے سبب وہ شہزادوں کی طرح اپنی زندگی گذارتے تھے۔ اور ہر طرح کا آرام ان کو میسّر تھا۔ اس سچے نبی حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت سے ان کا آرام اس طرح برباد ہُوا۔ کہ مرید ان سے بدظن ہو کر ان سے علیحدہ ہو گئے۔ فالج گر کر ان کی صحت کا ستیاناس ہو گیا۔ گویا کہ مخالفت کرنے کے تھوڑی ہی مُدّت بعد اُن کا سب آرام دُکھ سے ایسا تبدیل ہُوا کہ نہایت ذِلّت اور رسوائی کا جامہ پہنکر اس جہان سے وہ چل بسے۔ اور دوسری تہمات کلنک ہمیشہ کیلئے ان کے چہرے پر لگ گیا۔ اُنکے اس کے عبرتناک واقعہ پر ہزاروں انسان گواہ ہیں ٭

مسلمانوں میں سے بھی کئی ایک آپؑ کی مخالفت کے لئے کھڑے ہوئے۔ لیکن بخوفِ طوالت ایک ہی ذکر کیا جاتا ہے۔ فرقۂ اہلحدیث کے سردار مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی تھے۔ ان کی مسلمانوں میں کافی عزّت تھی۔ لوگ جوق در جوق ان کی ملاقات کو آیا کرتے تھے۔ پیروں کی طرح ان سے مصافحہ کرتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھے۔ اور نذرانے دیتے تھے۔ ہر طرح کا آرام مولوی صاحب کو میسّر تھا۔ لیکن اُس خدا کے برگزیدہ نبیؑ کی مخالفت سے اُن کا آرام و عزّت اور مال جس طرح برباد ہُوا اُس کی پوری رام لیلا اگر دیکھنی ہو تو مکرمی میر قاسم علی صاحب کی تصنیف کردہ کتاب " بطالوی کا انجام " دیکھو۔ یہاں اس وقت نمونہ کے طور پر چند باتیں اس میں سے درج کی جاتی ہیں۔ مولوی صاحب کے آرام و عزّت کو تباہ کرنیکا ٹھیکہ پہلے تو آپکی اولاد نے ہی اُٹھایا کہ وہ سخت نافرمان نکلی۔ مولوی صاحب اشاعۃ السنۃ جلد ۲۲ صفحہ ۲۰۲ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

" یہ عاجز ابتدا سے آجتک اپنی اولاد کی تعلیم دنیاوی کے ساتھ ان کی تعلیم عربی دینی کے لئے مساعی کرتا رہا ہے۔ اور اب تک ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ میری سعی کا کافی اثر ابتک میری اولاد پر ظاہر نہیں ہُوا میرے پانچ جوان لڑکوں نے تحصیل علوم دینی سے صاف انکار اور خلاف ورزی احکام شریعت پر اصرار اختیار کیا اور میری فرمانبرداری اور میری اطاعت سے سرکشی کی " آگے ملاحظہ ہو صفحہ ۲۰۶:۔

" میرے لڑکوں کی سفاہت درجہ فسق کو کامل کر کے درجہ کفر کو پہنچ گئی ہے " آگے صفحہ ۲۰۷:۔

" مجھے ظن غالب قریب بہ یقین ہے۔ کہ اگر میں اپنی جائداد کو جو پچیس ہزار روپیہ سے زیادہ مالیت کی ہے اپنی ملکیت میں چھوڑ کر مرونگا تو وہ جو زناکاری شرابخوری میں مبتلا ہیں تھوڑے دنوں میں رنڈی بازی شرابخوری میں تلف کرینگے " ذرا اور سُنئے فرماتے ہیں:۔

" میرے لڑکوں میں سے ایک نے میرے قتل و ہلاکت کا ارادہ کر کے اس کا کچھ سامان بہم پہنچا نیکی کوشش بھی کی تھی جس میں وہ کامیاب نہ ہُوا " آگے صفحہ ۲۲۵ پر لکھتے ہیں:۔

" میری اولاد متعلقین خلاف ورزی احکام شریعت اور تحصیل علوم دین سے انکار پر مصر ہو گئی بعض نے میرے مُنہ پر صاف کہدیا کہ تُو ہمارا باپ نہیں "

گھر کا یہ حال اور بیرونی عقیدتمند آپ سے متنفر ہو کر آپکی شکل دیکھنے سے بھی بیزار ہو گئے۔ اور مالی حالت ایسی خراب ہوئی کہ اتنی طاقت نہ رہی کہ چند روپے ماہوار کا کوئی نوکر رکھ لیں جو بازار سے سودا سلف لا دے۔ خود دونو وقت بازار جا کر سب سودا خرید کر لاتے۔ اور بعض دن تو لکڑیاں سر پر اُٹھا کر لاتے اور زبانِ حال سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر کی تصدیق کیا کرتے تھے ؎

اِنّ السّمُومَ لَشَرٌّ مَا فِی العَالَمِ ٭ لَشَرُّ السّمُومِ عَدَاوَۃُ الصّلحائِی

تمام قسم کی زہریں جو دنیا میں ہیں بُری ہی ہیں - لیکن سب زہروں سے بُری زہر نیکوں کی مخالفت کرنا ہے

ان کئی ایک تکالیف کی وجہ سے ہر قسم کے آرام سے بالکل ننگے ہو کر ذلت و مسکنت کا لباس پہنکر اس دنیا سے چل بسے۔ فاعتبروا یا اولی الالباب ان کنتم تعقلون ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناظرین کرام ذرا غور فرمائیں۔ جس انسان کی یہ دُردشا ہو اس کی زندگی آرام و آسائش یا عزّت و آبرو کی زندگی کہلا سکتی ہے؟

اب حضرت مرزا صاحبؑ کی حالت سُنئے

وہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام جو پہلے بھی زیادہ مالدار نہ تھے۔ بلکہ "براہین احمدیہ" کو چھپوانے کے لئے بھی آپؑ کے پاس روپے نہ تھے اور بالکل گمنامی اور تنہائی کی حالت میں تھے۔ حتّٰی کہ قادیان جو آپؑ کی جنم بھومی (جائے پیدائش) ہے۔ اس کو بھی بہت کم لوگ جانتے تھے جیسا کہ حضورؑ نے خود ہی فرمایا ہے۔ ؎

"اِک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا ؂ قادیاں تھی اک نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار"

مالی حالت آپؑ کی ایسی کمزور کہ کسی دوسرے کی مدد کرنا تو ایک طرف رہا خود بھی دوسروں کی مدد کے محتاج تھے۔ باقی رہا آپ کا آرام سو اس کا یہ حال کہ مخالفوں نے گالیاں دے دیکر اور کئی قسم کے جھوٹے مقدمات بنا بنا کر آپؑ کے آرام کو ایسا برباد کیا تھا۔ کہ کربلا کا نظارہ بنا دیا۔ بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر دُکھ و تکالیف ان کے ہاتھوں سے حضورؑ کو پہنچیں۔ اور انہی کے اکسانے سے تمام دوست بھی اور قریبی رشتے دار بھی آپؑ کے سخت دشمن بن گئے۔ جیسا کہ حضورؑ نے خود فرمایا ہے ع

"دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے"

آپؑ کے برادروں نے ایک دیوار بنوا کر آپؑ کا مسجد کا راستہ بھی بند کرا دیا حتّٰی کہ بظاہر کوئی صورت نہ رہی کہ یہ گمنام انسان جس کا تمام جہان دشمن ہو گیا ہے دنیا میں کامیاب ہو گا۔ لیکن وید بھگوان کے اس منتر کے مطابق جس (حضرت مرزا صاحبؑ) کا کوئی دوست نہ تھا۔ اس کو وہ مخلص خدام کی جماعت ملی (جو آج بارہ لاکھ سے بھی زیادہ ہو گئی ہے) جنہوں نے اپنی جانیں مع اپنی اولاد اور مال کے لا کر حضورؑ کے قدموں میں ڈال دیں۔ اور ایسی جماعت ملی جس کا فخر ہی اسی بات میں ہے۔ کہ ہمارے جان و مال، اولاد و عزّت حضورؑ اور حضورؑ کی اولادِ طیّبہ پر فدا ہوں اس کی مثال میں میں اپنے آپکو ہی پیش کرتا ہوں۔ دنیا میں جان بہت پیاری چیز ہے۔ لیکن مجھے اگر کوئی آ کر کہے کہ تجھے اس لئے ذبح کرنا چاہتا ہوں کہ تیرے چمڑے کے جوتے بنوا کر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی اولاد پہنیں گی تو خدا کی قسم مجھے بات کی اتنی ہی خوشی ہو گی بلکہ اس سے بھی بڑھکر کہ جتنی مسلمان کو شہادت کی خوشی ہوتی ہے۔ بفضلِ خدا میں تو اس مرد کو "فافعل ما تؤمر" کے سوا اور کچھ نہ جواب دوں۔ تو جب میرے جیسے انسان (جو کہ اس پاک جماعت کے پاؤں کے نیچے آنے والی خاک سے بھی بدرجہا بدتر ہے) کا یہ حال ہے تو مخلصین کے دلوں میں جسقدر محبّت سے اپنے نفوس کو قربان کرنیکی ہو گی سو اس کا اندازہ احباب خود ہی لگا لیں ÷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باقی رہا مال۔ سو اِس کا کہنا ہی کیا۔ جب اتنے غلام اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو عطا فرمائے۔ تو مال تو خود بخود آگیا ایک دن تو وہ تھا کہ معمولی کھانا ہی آپؑ کا مال تھا۔ اور وہ بھی آپؑ کے بھائی غلام قادر صاحب کے ہاں سے آتا تھا لیکن پھر جلد ہی وہ دن آگیا کہ بیسیوں آدمی روزانہ آپؑ کے کھانے سے پرورش پانے لگے۔ حضورؑ کے ایک شعر سے آپؑ کی دو تو حالتیں خوب ظاہر ہوتی ہیں۔ ؎

لَفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکْلِی ❊ وَصِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامُ الْاَھَالِی

(ایک دن وہ تھا) کہ دستر خوانوں کے بچے ہوئے ٹکڑے میری خوراک تھی - (لیکن آج (وہ دن ہے کہ) مَیں کئی خاندانوں کو کھانا کھلاتا ہوں یعنی کئی خاندان میرے کھانے سے پرورش پا رہے ہیں ❊

اے بھارت ورش (ہندوستان) کے انصاف پسندو! ذرا غور کرو۔ کہ جس آدمی کی یہ حالت ہو جائے اس کو کتنا سُکھ (آرام) ملیگا۔ یقیناً ایسا اور اتنا سُکھ (آرام) ملیگا۔ جتنا من حیث المجموع تمام جہان کو بھی میسر ہوگا۔

حضورؑ کے مال اور پاک جماعت کے متعلق بدترین دشمن کی شہادت

وہی مولوی محمد حسین صاحب جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ جنہوں نے سچے مامور کی مخالفت سے ہلاکت کو اپنے ہاتھ سے خریدا۔ وہی مولوی صاحب فرماتے ہیں :-

"اے خیر خواہانِ ملک و قوم اہل اسلام کیا آپ صاحبوں نے ہمارا مضمون فتنہ کادیانی نمبر ا مندرجہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۳ نہیں دیکھا اور اُس میں کادیانی کے پاس ساٹھ ہزار اشخاص کا آنا اور ان کی مہمانداری میں دس ہزار روپیہ کے قریب صَرف ہونا نہیں پڑھا"

آگے چلئے :-

"مرزا غلام احمد نے ایک اور روپ نبی اور ولی بننے کا جمایا۔ اور وحی و الہام کا دعویٰ کر کے پیری مریدی کا جال بچھایا۔ اور اِس ذریعہ سے بہت سے گانٹھ کے پوروں کو اپنے دام میں پھنسایا۔ اس لئے مالدار لوگ آپ کے مرید بن گئے۔ اور کافی سے زیادہ روپیہ آپ نے جمع کر لیا" اشاعۃ السنۃ نمبر ۸ جلد ۲۰ صفحہ ۲۴۷

اور دیکھئے :-

"ہزاروں روپیہ کا مرزا کے پاس آنا اور اس کے تابعین کا نمبر بڑھتے جانا مرزا کے حق ہونیکی دلیل نہیں" ,, جلد ۲۰ نمبر ۴ صفحہ ۱۲۲

اب صرف ایک اور دیکھئے :-

"مرزا کا یہ حال ہے کہ اوّل تو اس کا بہت کام مفت ہو جاتا ہے۔ اور اس کے مرید ہی وکیل و مختار ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اس کو چندہ کی ضرورت پڑے تو ایسے مواقعہ پر اس کے ہاں اسقدر روپیہ کی بھرمار ہو جاتی ہے۔ کہ گویا ایک تجارتی سبیل نکل آتی ہے۔ دس روپوں کی ضرورت پیش آوے تو سَو روپے جمع ہو جاتے ہیں" اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ جلد ۳ صفحہ ۱۱۰

ع زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہِ کنعاں کا ۔ لیجئے حضرات اسپر حاشیہ آرائی کی کوئی ضرورت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں جس بے نظیر کامیابی کو ایک دشمن چلا چلا کر بیان کر رہا ہے اس کامیابی کے ہونے سے جتنا آرام حضورؑ کو ملا اس کا اندازہ آپ خود لگا لیں ۔

زمانۂ حال

وہ حالت جو اوپر بیان کی گئی ہے وہ تو زمانہ خاص کا واقعہ ہے۔ لیکن آج حضرتِ اقدسؑ کے فرزندِ دلبند حضرتِ محمود (فداہ نفسی) کے عہدِ خلافت میں اُس وقت سے بدرجہا زیادہ ترقی سے کام ہو رہا ہے۔ تمام ممالک میں آپکے غلام کام کر رہے ہیں اور ہر ملک اور شہروں میں جماعتیں قائم ہو گئی ہیں۔ اور مرکزِ تثلیث لندن آجتک جہاں کسی مسلمان بادشاہ یا نواب نے تبلیغ اسلام نہیں کی تھی بلکہ وہاں سے پادری آ آکر ہزاروں مسلمانوں کو عیسائی بنا چکے تھے اور بنا رہے تھے۔ آپنے وہاں اپنے خدام کے واسطے سے اور بذاتِ خود وہاں تشریف لیجا کر اسلام کی صداقت کو پیش کیا۔ اور ایک جماعت کو گروہِ نصاریٰ میں سے نکالا۔ جن کو اسلام کی پاک تعلیم سے دوبارہ زندہ کیا۔ اور ایک مسجد بنوائی جس میں پانچ وقت نعرۂ توحید بلند ہوتا ہے اور اس کے انوار چاروں طرف پھیل رہے ہیں۔

اور مہمانوں کی یہ حالت ہے۔ کہ چھ سو مہمان روزانہ آپکے لنگرخانہ سے کھانا کھاتے ہیں۔ اور ان مکانات میں جو کہ مہمانوں کی خاطر ہی بنوائے گئے ہیں۔ وہاں آرام کرتے ہیں۔ الغرض آپؑ کی پاک اولاد کو آج وہ عزت حاصل ہے۔ جو رُوئے زمین میں کسی کو بھی حاصل نہیں ۔

اے انصاف پسندو! آپ لکھنے والے کو نہ دیکھئے کہ وہ احمدی ہے یا اور کوئی۔ بلکہ ویدِ مقدس کی مقرر کردہ کسوٹی سے ان واقعات کو ملا کر دیکھئے، تاکہ آپ پر اس زمانہ کے مہرشی حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی صداقت ظاہر ہو ۔ ادنیٰ خادم ناصرالدین عبداللہ بگولی (مولوی فاضل عربی کابیہ تیرتھ سنسکرت)

ایک عرب جہازران ابو محمد حسن کا بیان

میں سنہ ۳۰۹ھ میں منصورہ (بھکر) میں تھا۔ وہاں مجھ سے مستند بزرگوں نے یہ بیان کیا کہ الرا (اور) کے راجہ نے جو ہندوستان کا بڑا راجہ تھا اور حکومت کشمیر بالا اور کشمیر زیرین کے بیچ میں تھی اور جس کا نام مہروگ بن رائق تھا۔ اُس نے سنہ ۲۷۰ھ میں منصورہ کے بادشاہ عبداللہ کو لکھا کہ وہ اسلام کی شریعت کا کچھ حال اسکو بتائے۔ تو عبداللہ نے منصورہ میں ایک عراقی کو پایا جو بہت تیز طبع اور خوش فہم تھا اور شاعر تھا۔ اور جس نے ہندوستان میں نشوونما پائی تھی۔ اور جو اہلِ ہند کی مختلف باتوں سے واقف تھا اس نے ایک قصیدہ لکھ کر راجہ کو بھیجا۔ راجہ نے اسکو بلا بھیجا اور اس کے حکم سے اس نے قرآن کا ہندی زبان میں ترجمہ کیا ۔

فرانس کی ایک نومسلمہ خاتون لکھتی ہیں:۔ اگر اسلام کے پاس اسوقت ایسے معلم اور رہنما ہوں جو مسلمانوں اور غیر مسلموں کو اعلیٰ نیکی کی راہ دکھائیں اور اپنے عمل پاکبازی کی صداقت سے یورپ و امریکہ میں اشاعت اسلام کریں تو چند ہی دنوں میں کرہ زمین کے یہ سب سے بلند مرتبہ ترقی یافتہ خطے نور اسلام سے جگمگا اُٹھیں ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارا پیشوا مسیح موعود علیہ السلام اور اس کے کارنامے

ابتدائے آفرینش سے قانون قدرت چلا آیا ہے۔ کہ جب دنیا میں گمراہی پھیل جاتی ہے۔ اور لوگ معبودان باطلہ کی فرمانبرداری شروع کر دیتے ہیں۔ اور انواع و اقسام کے فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو ایسے نازک وقت میں وہ غیور خدا اپنی غیرت کی چمک دکھاتے ہوئے کوئی مصلح و مُرسل نازل فرماتا ہے تاکہ ان تیرہ باطن لوگوں کے تیرہ و تار قلوب کو الحاقات بیجا سے منزّہ کرکے روح اور راستی کی تعلیم سکھا کر ان کو انوار و ہدیٰ کے سرچشمہ سے منوّر کرے۔ سو وہ خدا کا پیارا فرستادہ مسیح موعود علیہ السّلام قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق سرزمین قادیان میں عین وقت پر مبعوث ہُوا اُسنے اپنی بے مثل جد و جہد سے اکناف عالم کے مردہ دلوں میں ایثار اور قربانی کی شمع روشن کر دی۔ جس کی ضیا باریوں نے دنیا کے ظلمتکدوں کو بقعہ نور بنا دیا اس مجسّمہ نورانیت نے اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں سے اور خدائے قدوس کی مدد سے دنیا کے مردہ قالب میں زندگی کی وہ رُوح پھونکی جس سے دلوں کے شرارے کبھی بھی بجھنے نہ پائیں گے ۔

گو وہ مجسّمہ روحانیت اسوقت دنیا میں موجود نہیں۔ مگر اس کا بے نظیر روحانی تصرف برابر کام کرتا جا رہا ہے وہ گنجینۂ علم و کمال جس کو خدا تعالیٰ کی ذات مستجمع الصفات پر کمال اعتماد و بھروسہ اور ایمان تھا۔ اس ایمان افروز یقین پر لاکھوں باجبروت کشورکشایاں نثار! اس کے آہنی عزم پر جملہ مخلوق کا عزّ و وقار اور پُرہیبت ملکوتین قربان اس خدا کے پیارے برگزیدہ کی روح عالم روحانیت کے گوشہ گوشہ پر مسلّط رہیگی کیونکہ اس پیارے کی حق پرست اور باطل شکن دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی اثر انگیز صدا کو عالمگیر مقبولیّت حاصل ہوئی اور فتح و کامرانی کا سہرہ اسی کی تابدار پیشانی پر راست آیا اس نے حق کی آواز بلند کی حق کی اشاعت اور اللہ جل شانہٗ کی خوشنودی رضا اور وصال کی خاطر زندہ رہا۔ اور اسی حق کے قیام و بقا کی خاطر مخالفوں کی بھڑکائی ہوئی آگ کے خوفناک شعلوں میں کود کر صحیح و سلامت پار ہو گیا۔

اس خدا کے پیارے فرستادہ مسیح موعودؑ نے ضلالت و گمراہی کے قلعے مسمار کر دیئے۔ اسکی جادو بیانی نے لاکھوں دلوں کو مسحور کر لیا۔ حتیٰ کہ دشمنوں کو بھی آپ کے تابناک کارناموں کا اعتراف کرنا پڑا۔ دنیا آپؑ کی عدیم النظیر قربانیوں اور عظیم الشان خدمات اسلام کی دل سے مدّاح ہے۔ اور آپؑ کی پُرکیف۔ روح پرور اور جانفزا تقاریر سے روح ایک غیر فانی کیف اور بالیدگی حاصل کر لیتی تھی۔ ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ۔۔ روئے گل سیر نہ دیدیم و بہار آخر شد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہاں وہ خدا کا پیارا فرستادہ پیکر ایثار! جس کی تحریروں کے نقطے نقطے میں رازہائے معرفت کا خزانہ تھا۔ جس نے بہت سے تیرہ باطنوں کو مجسّم نور بنا دیا۔ اور ان میں بجلی کی سی قوّت عملی بھر دی۔ اب بھی اپنے قائم مقاموں اور جانشینوں کی شکل میں کارفرما ہے۔ وہ خدائے غیور آپؑ کی عدیم النظیر جان نثاریوں کی حیات بخش یاد کو تا دم گیتی فخر و اعزاز سے زندہ رکھیگا۔ آپؑ کی رُوح نواز تصویر دنیا کے حقیقت بین حق شناس اور حق آگاہ قلوب پر ہمیشہ چھائی رہے گی۔ اس عالم روحانیت کی واجب التعظیم ہستی کو وہ امتیازی خصُوصیت حاصل ہوئی جسے شپرہ چشم اور درندہ سیرت لوگوں نے انواع و اقسام کے سہام عداوت کا عُرضہ بناتے ہوئے مٹانا چاہا۔ ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا۔ لیکن ان بدبخت اور تیرہ درون لوگوں کی کوششیں اکارت گئیں۔ اور اس خدائے غیور نے پیارے فرستادہ کی جلیل الشان قربانیوں کو محو نہ ہونے دیا۔ اور حسب وعدہ جو اس پر پڑے گا چکنا چور ہو جائیگا۔ اور جس پر وہ گریگا اُسے پیس ڈالیگا۔ اسکی صداقت و شہرت کو چار چاند لگا دیئے۔ اور وہ دشمن جو ازراہ جہالت "مَیں نہ مانوں، مَیں نہ مانوں" کہتے ہوئے اپنے عذر لنگ کو نہیں چھوڑتے تھے، ہاتھ ملتے رہ گئے ×

سُبحان اللہ! وہ خدا کا پیارا کتنا پیارا تھا۔ جس نے تمام مذاہب باطلہ کا منقول و معقول سے ایسا ردّ کیا۔ کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔

(۲) اس نے اسلام کی تائید میں بے مثل علم کلام جاری کیا۔ اور سلطان القلم کے لقب سے ملقب ہُوا۔ نادان دنیا نے سمجھا کہ وہ اپنے زمینی علوم اور دنیوی ساز و سامان کے ساتھ خدا کے انبیاءؑ کے روحانی علوم اور آسمانی حربوں پر غالب آ جائیگی۔ مگر خدا کی قدرت کاملہ ان کو ہمیشہ اپنے پیاروں کے مقابلہ میں ناکام و نامراد ثابت کرتی ہے آپنے تمام دنیا کو مقابلے کے لئے بلایا جو سامنے آیا اُس نے مُنہ کی کھائی ×

(۳) آپؑ نے حضرت مسیح ناصریؑ کی حیات کا غلط عقیدہ جو شرک عظیم کی جڑھ ہے اور کروڑہا مخلوق کی گمراہی کا موجب اس کی ایسی بیخکنی کی کہ ان کی قبر تک کا پتہ دیدیا ×

(۴) اسلام کی تبلیغ کا ایسا حق ادا کیا جس کی نظیر پچھلی تیرہ صدیوں میں نہیں ملتی۔ آپؑنے دنیا بھر کے تاجداروں تک کو دین حق کی دعوت پہنچائی۔ مذہبی دنیا میں ہلچل ڈالدی اور عام بیداری پیدا کردی ×

(۵) قرآن مجید کے معانی و تفسیر کے وہ اصول قائم و پیش کیئے۔ جن کے بغیر آخر کلام الٰہی کی عظمت اور دین محمدیؐ کی عزّت دنیا پر ظاہر ہو ہی نہیں سکتی ×

(۶) الٰہیات کے بہت سے دقیق اور مشکل مسائل کو ایسے دلنشین پیرایہ اور سہل اور سلیس عبارات میں بیان کیا۔ کہ جس کی نظیر اُردو زبان میں کسی اور مذہب کا لٹریچر پیش نہیں کر سکتا ×

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۷) اسلام کی حمایت اور مخالفین کی تردید میں ۸۰ سے زیادہ کتب تصنیف فرمائیں۔ جن میں کئی بڑی بڑی ضخیم ہیں ؎

(۸) مذاہب باطلہ پر اسلام کی حُجّت تمام کرنے کے بہت سے کاری حربے اپنی جماعت کو دیئے۔ جن سے آپؑ کے دشمن تک فائدہ اُٹھاتے۔ اور اعدائے دین کے مقابلہ میں مستعار سرخروئی حاصل کرتے ہیں ؎

(۹) دہریّت اور مادہ پرستی کے طوفان شدید سے اسلام سخت خطرے میں پڑ چکا تھا اور مسلمان اس کی طرف سے مایوس و غافل اور اُس کے چارۂ کار سے عاجز ہو گئے تھے۔ آپؑ نے نہایت زبردست اور مسکت دلائل سے اس بات کا بیّن ثبوت دے دیا کہ اسلام کو کسی سائنس یا علوم و فنون اور عقلی ترقیات کی زد میں آنے سے ذرا بھی گزند نہیں پہنچ سکتا۔ وہ تمام علوم حقّہ کا مددگار ہے اور ہر طرح کی حقیقی ترقی کا معاون ہے ؎

(۱۰) سلطان القلم ایک لفظ تھا۔ اس کا علمی مفہوم ایک امر موہوم آپؑ کے وجود نے اس کے مجسم معنے کھول دیئے۔ اس طرح کہ پنجابی اور اُمّی ہو کر ایک گمنام بستی میں بیٹھ کر عربی۔ فارسی۔ اُردو میں فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیئے۔ دنیا بھر کے ادیبوں کو خاموش کر دیا ؎

(۱۱) ایک ایسی جماعت قائم کی جو اسلام کی حمایت اور تبلیغ و اشاعت میں بفضل خدا عدیم النظیر جوش سرگرمی اور ایثار سے کام کر رہی ہے۔ قُوّت قدسی کے ساتھ وہ پودے لگائے جو اصلھا ثابتٌ وفرعھا فی السماء کے مصداق کامل ہیں۔ جن کو تا دم مرگ تزلزل نہیں۔ جو اس کے قائم کردہ مشن کو شب و روز فروغ دینے کے لئے کوشاں ہیں اور اس کی بات بات پر لبیک کہنے کے لئے تیار جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق خدا تعالیٰ کے رستہ میں جان پر کھیل جاتے ہیں۔ اور وہ مستعد طبائع والی جماعت باوجود ہر قسم کی تکالیف اُٹھانے کے حضور کے ہر ایک حُکم پر سرِ تسلیم خم کرتی ہے۔ اور کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتی۔ وہ کونسی زبردست قُوّت تھی جس نے ایسے نونہال پیدا کیئے۔ یہی تو وہ پیارے فرستادہ مسیح موعود علیہ السلام کی قُوّت قدسی تھی۔ جس کو آجکل دشمن بھی قبول کیئے بغیر نہیں رہ سکتے ؎

پس اے گلشن احمدؑ کے خوشنما۔ خوش رنگ۔ خوشگوار پھولو! بصد ناز پھُولو! کہ خدا تعالیٰ کی فتح و ظفر کے دن قریب آ گئے اور بصد احترام اپنی جبین نیاز کو مولا کریم کی درگاہ عالی میں اس کے عاشق صادق ہو کر اور اسی کی محبّت میں شب و روز سرشار ہو کر جھکاؤ۔ اور جہاد فی سبیل اللہ کے لئے کمربستہ ہو جاؤ۔ کہ اس کی قبولیّت کا وقت آ پہنچا ؎ والسّلام

خاکسار ملک نذیر احمد خوشابی جامعہ احمدیہ۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منقولات

اِسلام نے غلامی کا استیصال کیا

غلام بنانے کی رسم اُسی وقت سے ہے۔ جب سے انسان دنیا میں آیا۔ کیونکہ طاقتور کمزور پر غالب آجاتا ہے۔ اور اُسے اپنا غلام بنا لیتا ہے۔ غلامی کی مکروہ رسم انسانوں ہی تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ بعض جانوروں میں بھی یہ رسم دیکھنے میں آئی ہے۔ جانوروں میں بھی بالخصوص چیونٹی کی بعض قسمیں ایسی ہیں۔ جو دوسری قسم کی چیونٹیوں پر غارت گری کرتی ہیں۔ اُنہیں قید کر لیتی ہیں۔ اور اُن سے خدمت لیتی ہیں۔

زمانہ قدیم میں مصری۔ بابلی۔ براہمہ۔ ہندی اور فارسی غلام بناتے تھے اور اُنکے ساتھ نہایت سنگدلی کا برتاؤ کرتے تھے۔ یونانی بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ چنانچہ ارسطو۔ افلاطون اور اُنکے علاوہ پہلے بڑے بڑے فلاسفروں نے اس رسم کو برقرار رکھا۔ اور رومانیوں نے تو غلام بنانے میں حد ہی کر دی تھی۔ تمام اُمم قدیمہ اس بات پر متفق ہیں کہ رومانی غلاموں کے ساتھ سخت ترین سنگدلی کا برتاؤ کیا کرتے تھے۔ اور جائز، ناجائز جس طرح بھی ممکن ہوتا غلام بنانے کی کوشش میں رہتے تھے۔ اسرائیلیوں نے بھی رسم غلامی میں کوئی ادنیٰ تغیر بھی پیدا نہیں کیا بلکہ غلامی جس حالت پر تھی اُسی حالت پر برقرار رکھا۔ اس کے بعد مسیحیت کا زمانہ آتا ہے۔ اس نے نہ صرف غلامی ہی کو قائم رکھا بلکہ اُسکو شرعاً جائز قرار دیا۔ چنانچہ انیسویں صدی کے انسائیکلو پیڈیا کی ساتویں جلد کے صفحہ ۵۶۵ میں لکھا ہے:۔

"دین مسیح نے غلامی کو فی نفسہٖ بُرا نہیں سمجھا۔ اور نہ اُسے باطل کرنے کے متعلق کوئی کارروائی کی۔ کیونکہ مسیحیت کے نزدیک غلامی کا جواز ہرگز۔ ایسا مسئلہ نہیں جس پر بحث کی ضرورت ہو"

بعض معزز عیسائی بزرگوں کی تصریحات موجود ہیں۔ جن میں وہ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ غلاموں پر اپنے آقاؤں کی فرمانبرداری واجب ہے اور جس حال میں بھی اُن کو رہنا پڑے۔ اُس پر صبر کرنا لازمی۔ بلکہ وہ غلامی کو خدائی اصول کے مطابق مانتے ہیں۔

امریکہ کی نیویارک یونیورسٹی کے پروفیسر "درابر" بیان کرتے ہیں۔ کہ گرجوں کے پادری کثیر تعداد میں غلاموں کو جمع کر کے کوتوں پر فخر امارت کیا کرتے تھے۔

سب سے پہلا قانون جو غلامی کی جمعیت کو کم کرنے کے لئے صادر ہُوا وہ "تبردنیا" شہنشاہ رومانیہ کا قانون تھا۔ جس میں اُس نے قاضی کی اجازت کے بغیر غلاموں کو درندوں سے لڑانے کی رسم کو ممنوع قرار دیا تھا۔ اور رومانیہ ہی کے بادشاہ "انتونان" نے اپنے زمانے میں ایک یہ حکم نافذ کیا تھا۔ کہ جو شخص اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غلام کو قتل کریگا وہ سزا کا مستحق ہوگا۔

اس کے بعد "کلوڈیوس" کا زمانہ آتا ہے۔ اُس کی سلطنت نے یہ قانون وضع کیا کہ "غلام کا قاتل قتل کا مجرم سمجھا جائیگا۔ لیکن اُس کے مرنے کے ساتھ ہی اس قانون کا بھی خاتمہ ہوگیا۔

قرون وسطیٰ کے بعد سنہ ۱۶۸۵ء میں غلاموں کے متعلق جو سب سے پہلا قانون صادر ہُوا۔ اُس میں یہ تصریح کی گئی ہے۔ کہ "اگر کوئی حبشی اپنے آقا یا کسی آزاد انسان پر معمولی زیادتی بھی کرے یا معمولی چوری کا مرتکب ہو تو اُس کی سزا قتل ہے۔

اِسی زمانے میں یہ قانون نافذ کیا تھا۔ کہ "اگر غلام بھاگ جائے اور چھ مہینے تک بھاگا رہے تو اُسے قتل کردیا جائے"

اٹھارھویں صدی میں شاہ فرانس لوئس چہاردہم کے زمانے میں غلاموں کے لئے ایک قانون نافذ کیا گیا جس میں لکھا تھا کہ نظام ملکی کا حق اسی طرح پورا ہوتا ہے کہ قوم حبش حقارت کے جس درجے پر ہیں ہم اس درجے سے نیچے اتر دیں۔ سنہ ۱۸۷۸ء تک یورپ اور امریکہ کی یہ حالت تھی جبکہ سارا انگلستان غلامی کی لعنت کو دُور کرنے کے لئے تیار ہوگیا اُس وقت تک یہی حالت رہی ۔

اِسلام آیا اور اس شان سے آیا کہ جس طرح وہ تمام دُنیا کے لئے یُمن و برکت لایا۔ غلاموں کیلئے بھی اُس کا آنا برکت اور رحمت کا باعث ہُوا۔ اسلام نے غلاموں کے بارے میں محض وصیّت کرنے اور اُن کے معاملے میں نرمی اور مہربانی کرنے ہی پر اکتفا نہیں کی بلکہ اُس نے غلاموں کو شرفا کے مساوی درجہ دیا۔ اور یہ قرار دیدیا۔ کہ غلام کا قاتل مقتول کے بدلے میں قتل کردیا جائے ۔ اسلام نے غلاموں کو شرفا کے برابر حقوق دیئے ہیں۔

اِسلام نے سب سے پہلے اس بات کا اعتراف کیا ہے۔ جس طرح عربی اور عجمی برابر ہیں ۔ ایسے ہی کالے اور گورے برابر ہیں اور قانون کے سامنے بھی یہی مساوات ہے۔ رحمۃٌ للعٰلمین نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ:۔

"عربی کو عجمی پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں ۔ البتہ فضیلت کا مدار تقویٰ اور عمل صالح پر ہے"

سردار دوجہان علیہ السّلام کے اس فرمان واجب الاذعان نے رنگوں کی اُن تمام حدوں کو گرا دیا ہے جو تمام دنیا میں عدل کے راستے میں حائل تھیں۔ جو حقوق شرفاء کے لئے تھے بعینہٖ وہی حقوق غلاموں کے لئے مقرر کیئے۔ بلکہ غلاموں کو شرفاء کی نسبت یہ حیرت انگیز مزید فضیلت بخشی کہ غلام اگر کسی جرم کا مرتکب ہوجائے تو اُس جرم کی جو سزا شرفاء کو دیجاتی ہے۔ غلاموں کو اُس کی نصف سزا دیجائیگی"

اگرچہ یہ بالکل صحیح ہے کہ اسلام نے غلامی کے استیصال کے لئے کوئی تصریحی حکم نہیں دیا۔ اور نہ یہ ممکن تھا۔ کیونکہ جو امر دُنیا بھر کے گروہوں نے زمانے کے ہر دور میں اختیار کر رکھا ہو۔ اور تمام ادیان کے نزدیک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا جا رہا ہو۔ اُس کا فوری استیصال آسان کام نہیں ہے۔ اور ایسے بنیادی اصول کے استیصال کیلئے فوری اور قطعی حکم دیدینا حکمت اور مصلحت کے بھی خلاف ہے۔ اور پھر عرب میں جہاں غلامی نے ساری دُنیا سے زیادہ جڑیں پکڑ رکھی تھیں۔ البتہ اسلام نے ایسے اصول ضرور قائم کردیئے جو بغیر کسی حرج مرج کے رفتہ رفتہ اس کا استیصال کردیں اور حُسن تدریج کی بھی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے :۔

"جس نے اپنی لونڈی کو تعلیم دی۔ اُس کے ساتھ احسان کیا۔ اور اُس کا نکاح کردیا تو اُسے دوہرا ثواب ملیگا۔"

قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں یہ تعلیمات جاری رہیں۔ خود نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ان پر عمل کیا۔ چنانچہ حضرت بلال رضؓ حبشی ہی تو تھے لیکن حضور صلعم نے ان کو مدینہ کا گورنر بنادیا تھا حالانکہ مدینہ میں بڑے بڑے شرفاء اور معزز سردار موجود تھے۔ اور ایسے ہی اپنے آزاد کردہ غلام اسامہ بن زید رضؓ کو اُس لشکر کی قیادت عطا فرمائی۔ جس میں ابوبکرؓ اور عمرؓ جیسے صاحب حسب و نسب شرفاء موجود تھے ؂

آریہ اور مساوات انسانی

منو مہراج کے شاستر رشی کرت، اور رارش گرنتھ (رشی کی تصنیف اور مستند) ہونے سے سوامی دیانند کے نزدیک بھی بہت ہی مستند ہیں جن میں سے کچھ "نمونہ" درج ذیل ہے :۔

نمبر ۱۔ جس کنوئیں سے کسی شودر نے پانی پیا ہو۔ اگر کوئی دوج (برہمن، چھتری، ویش) اس کا پانی بھولے سے پی لے۔ تو بصورت ہضم ہونے کے ایک ہزار بار گائتری کا جاپ (وِرد) کرے۔ اور تین دن گائے کے پیشاب میں پکائے ہوئے جَو کو کھاوے تب پوتّر ہوگا۔

نمبر ۲۔ کوئی چانڈال۔ منشوپچ، پیشاچ ۔۔۔۔۔ آریوں کی آبادی میں نہیں آسکتا۔ اور (الف) ان کی عورتیں چاندی سونے کا زیور نہیں پہن سکتیں (ب)، نئے کپڑے نہیں استعمال کرسکتے اور (ج) تانبے پیتل کے برتن نہیں استعمال کرسکتے۔ مٹی کے برتن لوہے کے زیور استعمال کرسکتے ہیں۔

نمبر ۳۔ اگر کسی برہمن کے گھر میں بھول سے کوئی چانڈال رات بسر کرے تو وہ برہمن اس مکان میں آگ لگا کر پاک ہوسکتا ہے۔

نمبر ۴۔ اگر کوئی دوج بھول سے کسی چانڈال کے گھر کی روٹی کھالے۔ تو بصورت ہضم ہوجانے کے ایک ہفتہ برت رکھے اور روزانہ کمر سے زیادہ پانی میں کھڑے ہوکر ایکہزار بار گائتری کا جاپ کرے اور گائے کے پیشاب میں پکے ہوئے جَو کھائے اور کچھ نہ کھائے۔

نمبر ۵۔ اگر کسی دوج پر چانڈال آدمی کا سایہ پڑجائے۔ تو اشنان اور جاپ کے بغیر وہ پاک نہ ہوگا۔ پاراشر سمرتی میں اس سے زیادہ سخت قانون ان بچارے انسان نما حیوانوں کے لئے بنائے ہیں۔ جن کو کبھی دیکھ کر یہ خیال نہیں کیا جاسکتا۔ کہ جس ویدک دھرم نے ایسے قوانین جن لوگوں کے لئے بنائے ہیں۔ ان کو کبھی مساوات اور وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی مجلسی مساوات دیگر دوجوں کی صف میں لاکر کھڑا کریگا۔ اس کی کبھی امید نہیں کیجا سکتی۔ لیکن خلاف ازیں ہم دیکھتے ہیں کہ آج اچھوتوں کو اپناتے اور مجلسی حقوق دلوانے کے لئے ہمارے آریہ سماجی بھائی بہت پیش پیش نظر آتے ہیں۔ تو ہماری حیرت کا کوئی ٹھکانا نہیں رہتا +

گذشتہ مردم شماری

مردم شماری حال کے لحاظ سے ہندوستان کا کُل رقبہ اٹھارہ لاکھ آٹھ ہزار چھ سو اناسی مربع میل ہے۔ جس میں ۳۵ کروڑ ۱۰ لاکھ ۸ ہزار ۸ سو ۵۵ مرد و عورت ہیں لیکن عورتیں مردوں سے فی ہزار ساٹھ کم ہیں۔

ریاستوں کا رقبہ سات لاکھ بارہ ہزار پانچ سو آٹھ مربع میل ہے۔ اور آبادی آٹھ کروڑ تیرہ لاکھ ہے اور نصف صدی میں قریب ۱۰ کروڑ آبادی کا اضافہ ہوگیا۔ تمام ہندوستان میں سات کروڑ ۱۰ لاکھ ۶۲ ہزار دوسو اٹھائیس گھر آباد ہیں۔ جن میں پانچ کروڑ ۴۸ لاکھ ۹۴ ہزار ایک سو بانوے برطانی ہند میں اور ایک کروڑ ۶۰ ہزار چھتیس ریاستوں میں۔ تمام ہند میں صرف بمبئی کی آبادی میں ایک فیصدی کمی ہوئی ہے۔ اور لاہور و دہلی کی آبادی میں سب سے زیادہ اضافہ ہے۔ جو ۵۲ فیصدی و ۴۴ فیصدی ہے۔ ۴۰ فیصدی مرد اور ۴۹ فیصدی عورتیں شادی شدہ ۵ فیصدی مرد اور ۱۵ فیصدی عورتیں رانڈ ہیں۔ تعلیمیافتہ ۲ کروڑ ۳۹ لاکھ ۶۲ ہزار دو سو اناسی مرد اور ۴۱ لاکھ ۶۹ ہزار ۲۶ عورتیں ہیں۔ ہندوستان میں علاوہ بولیوں کے دو سو پچیس زبانیں بولی جاتی ہیں۔ جن میں صرف آسام ڈیڑھ سو زبانوں کا مرکز ہے۔ اُردو اور ناگری بڑی زبانیں ہیں۔ مذکورہ بالا زبان کے لکھنے میں تیس قسم کے رسم الخط استعمال ہوتے ہیں۔ غیر ملکی زبانیں بولنے والوں کی تعداد چھ لاکھ ۴۶ ہزار پانچسو ۳ ہے۔ جن میں انگریزی بولنے والے تین لاکھ ۱۹ ہزار تین سو ۱۲ ہیں۔

مصیبت زدہ ہندوستانیوں کی تعداد

مصیبت زدہ	۱۰۹۵۶۷۸
پاگل	۱۳۰۳۰۴
بہرے اور گونگے	۲۳۰۸۹۵
کوڑھی	۱۴۷۹۱۱
جملہ	۲۱۹۶۱۵۸

بقایا دار توجہ کریں

جن احباب نے دو دو سال سے چندہ رسالہ کا ادا نہیں کیا وہ مہربانی فرما کر اپنا اپنا بقایا بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں۔ اس بارے میں علیحدہ خطوط مطالبہ بھی روانہ کیے جا رہے ہیں۔ بیرون ہند کے خریدار بھی اپنا اپنا حساب صاف کریں +

(مینیجر ریویو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نئی کتابوں پر ریویو

تسہیل العربیہ

یہ عربی اردو لُغت کی کتاب تعلیم الاسلام ہائی سکول کے دو فاضل اساتذہ جناب مولانا محمد جی صاحب (مولوی فاضل) شاگرد خاص حضرت علامہ نورالدین خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور جناب چوہدری غلام محمد صاحب بی اے سیالکوٹ نے ہندوستانی طلباء اور شائقین علم لغت عربی کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے پانچ سال کی لگاتار محنت و تحقیق کے بعد ترتیب دیکر شائع کی ہے۔ اور جہاں تک مجھے علم ہے یہ پہلی لُغت کی کتاب ہے۔ جو بہترین اور آسان طرز پر اس مکمل شان میں تالیف ہوئی ہے۔ اس میں متمدن عہد کے الفاظ بھی شامل ہیں جو قدیمی لُغت کی کتابوں میں نہیں ملتے۔ سات ہزار سے زائد مادہ ہے اور قریباً ستر بہتر ہزار الفاظ عربیہ اور ان کے اُردو میں معانی درج کیے ہیں۔ یہ کتاب $\frac{22 \times 29}{8}$ سائز کے ۱۰۱۴ صفحات پر مشتمل اور ایک نایاب تحفہ ہے۔ جس کی خوبیاں دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہیں اگر گھر بیٹھے آپ مولوی فاضل پاس کرنا چاہتے ہیں اور بطور خود قرآن مجید و احادیث پڑھ لینا۔ تو یہ کتاب منگوا کر رکھ لیجئے۔ استاذ کی ضرورت سے مستغنی کر دیگی۔ میں اس قابل تعریف کارنامے پر احمدی جماعت کو اور پھر اپنے تعلیم الاسلام ہائی سکول کو نہایت مسرت قلبی کے ساتھ مبارکباد کہتا ہوں۔ قیمت مجلد چار روپے اور غیر مجلد تین روپے آٹھ آنے۔ چوہدری حاکم دین دکاندار قادیان ضلع گورداسپور سے وی پی طلب فرمائیے ؁

اچھوتوں کی درد بھری کہانیاں

مشہور صاحب قلم ملک فضل حسین صاحب۔ "ہندو راج کے منصوبے" میں ہندوؤں کی ان مساعی کو واشگاف فرما چکے ہیں جو ملکی آزادی کے حصول کے نام سے کی جا رہی ہیں۔ آپنے اس رسالہ زیر ریویو میں یہ دکھایا ہے کہ موجودہ حالات کی تمامتر ذمہ داری ہندوؤں پر ہے اور وہی ملکی ترقی میں روک ہیں۔ اچھوتوں سے جو سلوک یہ قوم کر رہی ہے اس کو ان دس کہانیوں میں دکھایا ہے۔ جو ہندو اہل قلم نے لکھیں اور اپنے ہندو اخباروں میں شائع کیں۔ یہ کہانیاں ایسی دردناک ہیں کہ ایک سنگدل سے سنگدل انسان بھی پڑھ کر چشم پُرآب ہو جاتا ہے۔ اچھوت ادھار کی ضرورت کو ایسا مُبرہن کیا ہے کہ نہ صرف مسلمانوں کو جن کا فرض ملی ہے کہ گری ہوئی قوموں کو اُٹھائیں اور اسلام کے معراج پر پہنچائیں بلکہ دانشمند ہمدردانِ مُلک ہندوؤں کو بھی اس رسالہ کی اشاعت میں پورا پورا حصہ لینا چاہیئے۔ حجم $\frac{20 \times 30}{16}$ ۱۰۸ صفحے۔ کاغذ۔ ٹائیٹل۔ کتابت۔ طباعت دیدہ زیب۔ قیمت فی نسخہ ۳ر زیادہ کے خریداروں کو ۲ر۔ ملک صاحب اس سلسلہ میں چھ حصے شائع کرینگے ۔ ہر رسالہ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اشاعت کا مقصد پہلے سے زیادہ بلند ہے۔ یہ پبلک کی قدردانی پر منحصر ہے کہ یہ تمام حصص جلد سے جلد شائع ہوجائیں۔ مصالحہ سب تیار ہے۔ اور ملک صاحب کی غیر معمولی محنت و ہمہ گیری اور گرامطالعہ ضرب المثل ہورہی ہے۔ تمام اخبارات و رسائل کے فائلوں و متعلقہ کتب اُردو و ہندی کو پڑھ کر اقتباس جمع کرلئے ہیں۔

خدا تعالیٰ ملک کو بہت بہت اجر دے اور ان کی ہمّت و صحت و عافیت مال و منال میں برکت دے تا وہ یہ علمی ملکی ملّی خدمت حسب خواہش کرسکیں۔ ع

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

ریویو لکھنے کے بعد معلوم ہُوا کہ دوسرا حصہ بھی نکل آیا۔

بقایا دان توجّہ کریں

کئی ایک خریداران ریویو اُردو ہیں جن کے ذمے ایک سال ڈیڑھ سال بلکہ دو سال کا بقایا ہے۔ ان کی خدمت میں الگ بھی گذارش کیا جارہا ہے۔ مہربانی فرما کر اپنا اپنا بقایا ادا فرمائیں۔

اور جن اصحاب نے تاحال ۱۹۳۳ء کا چندہ ادا نہیں فرمایا اور فروری ۱۹۳۳ء کا وی پی انکاری کرچکے ہیں۔ وہ بھی مہربانی فرما کر اپنا اپنا چندہ منی آرڈر کردیں ورنہ ہم ماہ نومبر کا رسالہ وی پی کردینگے جس سے مزائد خرچ ہوگا۔

اس موقعہ پر یہ بھی مدّنظر رہے کہ ریویو کا خرچ آمد سے بہت زیادہ ہے اس لئے خریداروں میں کمی کی بجائے اضافہ چاہیئے۔ جسکی طرف میں بار بار توجہ دلا رہا ہوں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا جاری کردہ رسالہ اخبار و رسائل میں واحد یادگار ہے۔

مینجر ریویو اُردو۔ قادیان

نقشہ اُجرت اشتہارات

ریویو آف ریلیجنز کئی لاکھ کی احمدی جماعت کا واحد ماہوار رسالہ ہے اور اس کو نہایت ذوق شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ اور اس کے فائل مجلد محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اشتہارات دینے کے لئے بہترین موقع ہے۔

ضمیمہ ۲ صفحے ۱۲ ر سینکڑہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ اور اُجرت حسب ذیل ہے:۔

سالانہ	ایک صفحہ	۴۰ روپے	نصف صفحہ	۲۲ روپے
چھ ماہ	"	۲۳ روپے	"	۱۲ روپے
تین ماہ	"	۱۲ روپے	"	۷ روپے

فی اشاعت ایک صفحہ ۴½ روپے ۔ نصف صفحہ ۲½ روپے ۔ فی سطر ۴ر

مینجر ریویو اُردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈابر (ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن) لیمیٹڈ

پچاس برس سے مشہور ولاثانی دیسی پیٹنٹ دواؤں ہندوستانی وسیع کارخانہ

STAR TRADE MARK (REGD.)

اسٹار ٹریڈ مارک

کوئی ایسا گھر نہیں ہے جو جوڑی تاپ

Regd

(تپ ولرزہ اور طحال کی دوا)

سے واقف نہ ہو

دوا کھانے سے پہلے

ملیریا اور باری کے بخار کے لئے یہ اکسیر ہے۔ تین چار خوراک پیتے ہی ملیریا کے کیڑے مر کر بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ اسکے استعمال سے خون گاڑھا اور اجابت خلاصہ ہوتی ہے۔ ملیریا کے لئے اسکے مقابلہ میں کوئی دوسری دوا مفید نہیں ہے۔ نقلی دوا سے ہوشیار قیمت بڑی شیشی پندرہ آنہ ۱۵؍ ڈاک محصول دس آنہ ۱۰؍ چھوٹی شیشی نو آنہ ۹؍ ڈاک محصول سات آنہ ۷؍

ڈابر بھاسکر لون چورن

Regd (ہاضم اور بھوک بڑھانے والا)

یہ باترکیب تیار ہوا ہے۔ اس کے استعمال سے بادگولہ۔ بدہضمی اور بھوک کی کمی وغیرہ عوارض جاتے رہتے ہیں۔ روزانہ استعمال سے کسی مرض میں مبتلا ہونیکا احتمال نہیں رہتا۔ یہ کھانے میں خوش ذائقہ ہے۔

قیمت نو آنہ ۹؍ ڈاک محصول دس آنہ ۱۰؍

دوا کھانے کے بعد

نوٹ:۔ ہر جگہ ہمارے ایجنٹوں کے ہاں اور دواخانوں میں ملتی ہے۔ دوا خریدتے وقت اسٹار ٹریڈ مارک اور ڈابر نام ضرور دیکھ لیا کریں۔

ضیغہ ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ:۔ (قادیان) گورداسپور میں ایجنٹ کی ضرورت ہے۔